96

محمد خاں اشرف

مرتب : مولانا حسرت موہانی

میری لائبریری

دیوانِ ولی

(انتخاب)

تجزیہ وتنقید

دوسرا ایڈیشن

میری لائبریری میں 2.25

5.00 [illegible]

دیوانِ ولی

گلے میں کی گزر ہیں اے ولی دیوانِ جلوہ گر نہیں
اگر سو خیوہ گی تابر ارمیں گیسو نہیں سو ولی

محمد اسلم۔ ایم اے۔

محمد اسلم۔ ایم اے

Muhammad Aslam

میری لائبریری
(۹۶)

میری لائبریری میں ادب و افسانہ کی دوسری کتابیں

عبارِ خاطر : ابوالکلام آزاد
دیوانِ غالب اردو
دیوانِ غالب فارسی
دیوانِ آتش : وحید قریشی، حسرت موہانی
لذتِ آوارگی : اے ڈی اظہر
ادب کا تنقیدی مطالعہ : ڈاکٹر سلام سندیلوی
اردو کا بہترین انشائی ادب : ڈاکٹر وحید قریشی
پنجابی ادب کی مختصر تاریخ : احمد حسین قریشی
متاعِ ادب : اظہر زیدی
زادِ راہ : پریم چند معہ مقدمہ
میرزا ادیب کے بہترین افسانے : مرتب عرش صدیقی
ندیم قاسمی کے بہترین افسانے : مرتب مظفر علی سید
خوشبو کے گھاؤ : نوید انجم
فاصلے : سیدہ عفرا بخاری
زندگی کے موڑ پر : چالیس آپ بیتیاں
چاند روشن نہیں ہے : عبدالمجید نظامی
۱۹۶۳ء کے منتخب افسانے : مرتب ڈاکٹر اعجاز نقوی
منزل منزل دل بھٹکے گا : عنایت اللہ
میدانِ عمل : پریم چند معہ مقدمہ
حماقتیں : شفیق الرحمان
۱۹۶۴ء کے منتخب افسانے : مرتب ڈاکٹر اعجاز نقوی

لہریں : شفیق الرحمان
مزید حماقتیں : شفیق الرحمان
پرواز : شفیق الرحمان
افق سے افق تک : آغا اشرف
ڈوب ڈوب کر ابھرتا ناؤ : (رپورتاژ) سلمیٰ عنایت
راجا صاحب : شوکت تھانوی
دغاباز : کمال احمد رضوی
ارنسٹ ہیمنگوے : فلپ ینگ
ولیم فاکنر، ولیم وان اکونر
میرے بھی صنم خانے : قرۃ العین حیدر
ننگی دھرتی : مس آئی لن چانگ
سلطانی محلوں کے راز : عبدالرزاق ملیح آبادی
روپ متی : سید فیاض حسین
پتھر کا دیس : عادل رشید
سہرے کے پھول : عادل رشید
آہٹیں : عادل رشید
دل بھولتا نہیں : جعفر علی سید
قلوپطرہ : آرتھر ویگل
کرن کرن اندھیرا : آغا اشرف
لفنگے کی ڈائری : کمال احمد رضوی

دیوانِ ولی

(انتخاب)

محمد خاں اشرف
مولانا حسرت موہانی

مکتبہ میری لائبریری — لاہور ۲

میری لائبریری میں پہلی مرتبہ

۱۹۶۵ء

ناشر: بشیر احمد چودھری ڈائریکٹر
مکتبہ میری لائبریری، لاہور

طابع: استقلال پریس، لاہور

بار دوم ------ ۱۹۶۵ء

اختر (ملک)
آزاد (ثالث)
اشرف (اے-بی)
اور ــــ کیانی (ک-د-ع)
کے نام!

ہدیۂ تبریک

منجانب: دانش کدۂ پنجاب

"آپ نے "میری لائبریری" کے قیام و استحکام سے اُردو کی قابلِ قدر خدمت انجام دی ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ اچھی کتابیں ارزاں قیمت پر مہیا کر کے یہ خدمت بدستور بجا لاتے رہیں گے۔"

حمید احمد خاں (دستخط)
وائس چانسلر، دانشکدۂ پنجاب

منجانب: دانش کدۂ پشاور

"عوام اور خصوصاً طلباء کے مفادات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے کم قیمت لیکن قابلِ قدر کتابوں کی اشاعت کو ہر دلعزیز اور مقبول بنانے کے لیے جس مستعدی جذبے اور ذوق و شوق کا مظاہرہ آپ کر رہے ہیں اُس کی تعریف کے لئے میرے پاس الفاظ موجود نہیں آپ جس راستے پر گامزن ہیں ظاہر ہے کہ بہت سی دشواریاں آپ کے پیشِ راہ ہوں گی مگر میرا مشورہ ہے کہ آپ دیانتداری اور استقلال سے اپنی راہ پر گامزن رہیں یقیناً بہت جلد یہ مشکلات اور ناہمواریاں آپ کے عزم و استقلال سے مغلوب ہو کر رہ جائیں گی۔ آپ اُردو زبان کے فروغ کے لئے بڑے اخلاص سے اپنی صلاحیتیں بروئے کار لا رہے ہیں اپنی کوششوں کو جاری رکھیں خدا کرے اپنی جہد و کاوش میں آپ عظیم کامرانیوں سے ہمکنار ہوں"۔

محمد علی (دستخط)
وائس چانسلر، دانش کدۂ پشاور

ترتیب

انتساب ۵
عذرِ انتخاب ۹
ولی کا لسانی اور فنی شعور محمد خاں اشرف ۱۳
دیوانِ ولی (انتخاب) از محمد خاں اشرف ۳۵
〃 〃 (〃) از مولانا حسرت موہانی ۱۷۷
فرہنگ ۱۹۷

میری لائبریری کی کتابیں قومی وقار کی بنیاد میں ہیں

عُذرِ انتخاب

اُردو میں کسی غزل گو شاعر کے کلام کا انتخاب پیش کرنے کے لیے کسی اعتذار کی ضرورت نہیں پڑتی۔ انتخاب اردو ادب کی قدیم روایت ہے۔ لیکن ولی کا زیرِ نظر انتخاب محض برائے انتخاب نہیں ہے۔ اگر اس انتخاب سے ایک خاص "حقیقت" کے ابلاغ یا ایک مخصوص "نقطۂ نظر" کی ترجمانی مقصود نہ ہوتی تو یہ انتخاب وجود میں نہ آتا۔

میرے نزدیک یہ "نقطۂ نظر" ہی ہے جو ادب پاروں کو اُن کی مخصوص معنویت عطا کرتا ہے۔ نقّاد کی نظر مختلف ادب پاروں کی تہ میں وہ مخصوص ربط تلاش کر لیتی ہے جو فن کار کی شخصیت اور اس کے فنّی شعور کے تار و پود سے تیار ہوتا ہے۔ وہ اس بنیادی حقیقت کی روشنی میں اس کی فنّی کاوش کے پنہاں نقوش کو اُجاگر کرتا ہے اور انھیں اس طرح پیش کرتا ہے کہ قاری پر

اُن کی معنویت اور اہمیت نمایاں ہو جاتی ہے۔ اس طرح وہ قاری کے لیئے ایک فنی راہ نما کا کام دیتا ہے۔ اُس کی مدد سے قاری فن کار کی تخلیقات کو زیادہ بہتر طور پر سمجھ سکتا ہے اور اُن سے زیادہ لطف اندوز ہو سکتا ہے۔
زیر نظر انتخاب اس طرح کی پیش کش کا اوّلین تجربہ ہے جو نقطۂ نظر اس انتخاب کی تہ میں کارفرما ہے اس کا ایک جائزہ "تعارف" کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔
ولی اردو کا اولین باقاعدہ غزل گو شاعر ہے۔ پونے تین سو سال کا عرصہ گزرنے کے بعد اُس کی زبان پر قدامت کا رنگ غالب آنا قدرتی بات ہے۔ چونکہ وہ جنوبی ہند سے تعلق رکھتا تھا اس لیے دکنی اور ہندی عناصر اس کی غزلوں میں کثرت سے ہیں۔ اس لحاظ سے ولی کا انتخاب وقت کا تقاضا تھا تاکہ عام قاری بھی جسے زبان و ادب کے عہد بہ عہد تغیر سے زیادہ دلچسپی نہیں ہوتی شاعری سے لطف اندوز ہونے اور ولی سے براہ راست واقفیت حاصل کرنے کے لیے اس سے استفادہ کر سکے۔
ولی کے اس انتخاب میں عموماً ایسے اشعار کو ترجیح دی گئی ہے جو زبان و بیان کے لحاظ سے آج کے قاری کے لیے قابل قبول ہیں۔ کہیں کہیں سادہ ہندی آمیز اشعار بھی منتخب کیئے گئے ہیں۔ موضوع، انداز بیان، ردیف و قافیہ اور فنی چابکدستی کی زیادہ تر مثالوں کو پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ قاری اس انتخاب سے ولی کی شخصیت، فن اور ادبی مرتبے کے بارے میں صحیح اندازہ لگا سکے۔ ایسے اشعار جن کا ادبی مرتبہ زیادہ بلند نہیں تھا نظر انداز کر دیئے گئے ہیں سوائے اُن مقامات کے جہاں وہ زبان یا انداز بیان کے

کسی خاص نکتے کو واضح کرتے ہوں۔ مضامین اور اندازِ بیان کی تکرار سے — جس کی دلی کے ہاں بے شمار مثالیں ہیں — بچنے کی کوشش کی گئی ہے۔ انتخاب کے آخر میں قدیم الفاظ و حروف جو آج متروک ہیں کے معانی اور صحیح املا کا ایک مختصر فرہنگ بھی شامل کر دیا گیا ہے۔

میری لائبریری نے "اردو کی کلاسیکی شاعری کے انتخابات" کے ضمن میں یہ اہتمام کر رکھا ہے کہ ہر انتخاب کے ساتھ مولانا حسرت موہانی کے "انتخاب سخن" کو جو آج کل ناپید ہے محفوظ کر دیا جائے۔ لہذا انتخاب کے آخر میں مولانا حسرت موہانی کا انتخاب بھی شامل کر دیا گیا ہے۔

محمد خاں اشرف

مانانوالہ (ضلع شیخوپورہ)

۱۸/جون ۱۹۶۴ء

محمد خاں اشرف
ایم - اے

ولی کا لسانی اور فنی شعور

ولی اردو غزل گو شعرا میں ایک منفرد حیثیت کا حامل ہے۔ ولی اردو کا وہ پہلا شاعر ہے جس نے غزل کے جملہ امکانات کا جائزہ لیا اور انھیں اپنی شاعری میں برتا۔ اس نے اُردو غزل کو موضوع، زبان، اندازِ بیان، اور ہیئت کے لحاظ سے ایک مکمل روایت بخشی۔

ولی سے پہلے اردو شاعری مثنوی، قصیدہ، مرثیہ اور دیگر اصنافِ سخن پر مشتمل تھی۔ غزل موجود تو تھی لیکن برائے نام۔ اُس کی کوئی واضح فنی روایت موجود نہ تھی۔ دکن میں نظم ہی (مختلف صورتوں میں) محبوب اور مقبول صنفِ سخن تھی۔ درباروں اور خانقاہوں دونوں جگہ اسی کا چرچا تھا۔ ان نظموں میں ایسی زبان استعمال ہوتی تھی جس میں مقامی اثرات بہت زیادہ تھے۔ اس کو ہم دکنی[1] کے نام سے پکار سکتے ہیں۔

[1] اس تعارف میں جہاں "دکنی" اور "ہندی" کے الفاظ بغیر تعین کے آئے ہیں وہ وسیع تر معنوں میں استعمال ہوئے ہیں۔

ان نظموں کے موضوعات بھی "مقامی" تھے۔ عشقیہ اور رزمیہ مثنویاں اور قصائد اہم اور مقبول اصناف تھیں۔

ولی کا زمانہ وہ زمانہ تھا جب دکنی ریاستوں کی خود مختاری ختم ہو رہی تھی اور مغلیہ سلطنت کی حدود جنوب کی طرف وسیع ہو رہی تھیں اور نگ زیب کی فتح اور قیام دکن نے اس تمدنی بند کو توڑ دیا تھا جو شمال اور جنوب کے درمیان ایک طویل عرصے سے قائم تھا۔ اب شمال کے لسانی اور ادبی اثرات جنوب میں راہ پا رہے تھے دلی میں ابھی تک فارسی شاعری کا دور دورہ تھا اور اُردو ابھی قدم نہیں جما پائی تھی اگرچہ فارسی اور مقامی زبانوں کے لگاتار "میل ملاپ" سے ایک نئی زبان کا جو ہیولا صدیوں سے استوار ہوتا چلا آیا تھا اس میں اب اتنی زندگی آچکی تھی کہ یہ ذہنی اور جذباتی اظہار کے تمام تقاضوں کو پورا کر سکے لیکن فارسی کے عمل میں اس کا دخل بہت مشکل تھا۔

دکن میں صورتِ حالات اس سے مختلف تھی۔ وہاں شروع سے "اُردو زبان" ہی اظہار و ابلاغ کا واحد ذریعہ تھی۔ اس اردو میں مقامی اثرات اور مقامی زبانوں کے الفاظ و محاورات بہت زیادہ تھے۔ اس لیے یہ شمال کے علاقے میں راہ نہیں پا سکتی تھی۔

ایسے دَور میں ولی نے اس زبان (اردو) میں شاعری شروع کی۔ ولی کی عظمت اس بات میں مضمر ہے کہ اُس نے وقت کی اس رمز کو پا لیا تھا۔ ولی نے اُردو شاعری کا سب سے "اہم" اور سب سے "کامیاب" تجربہ کیا۔ وہ اپنے دور کا سب سے بڑا "جدّت پسند" تھا۔ ولی کی شخصیت اس تجربے اور اس

جدت کی کامیابی کی ضامن تھی۔ دکن کی ادبی، علمی اور لسانی روایات اُس کو ورثے میں ملی تھیں۔ فارسی شاعری سے وہ کماحقہٗ واقف تھا۔ بڑھتے ہوئے ذرائع رسل و رسائل اور اس کی اپنی سیلانی طبیعت نے اس کو شمالی ہندوستان کی شعری و لسانی بنیادوں اور روایات سے روشناس کر دیا اور اس طرح اس عظیم انقلابی تجربے کے لئے تمام بنیادیں استوار ہو گئیں جو آئندہ اردو شاعری کی سب سے بڑی "روایت" بنا۔

ممکن تھا کہ یہ تمام چیزیں مل کر بھی ایک نئے تجربے کی بنیاد نہ بن سکتیں اگر ولی کا گہرا فنی اور لسانی شعور اس کی رہنمائی نہ کرتا۔ اسی فنی اور لسانی شعور نے ولی کے شعری ذوق کی راہ نمائی کی۔ اور اس طرح ولی کی وہ غزل وجود میں آئی جو اردو میں اس صنف کے فروغ اور مقبولیت کا سب سے بڑا محرک ثابت ہوئی۔

جب ہم دکن کے علمی و ادبی سرمائے کا تاریخی ترتیب سے مطالعہ کرتے ہوئے ولی تک پہنچتے ہیں تو ہمیں اس کے گہرے لسانی شعور کا احساس ہوتا ہے۔ ولی سے پہلے کی شاعری کی زبان اور ولی کی زبان کا فرق اس قدر نمایاں ہے کہ غیر محتاط قاری بھی فوراً محسوس کر لیتا ہے۔ ولی نے اردو زبان کے بنیادی خطوط کا سراغ لگا لیا تھا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس نمو یافتہ اور ارتقا پذیر زبان کے تمام اجزائے ترکیبی اپنے پورے تناسب سے اُس کے سامنے تھے۔ اُس نے انھی خطوط کو اپنی غزل کی زبان کا راہ نما بنایا۔ اُس کی غزلوں کی زبان دیگر دکنی شاعروں کی زبان سے نمایاں طور پر مختلف

ہے۔ اس میں ہندی عناصر بھی ہیں اور فارسی بھی۔ کہیں کہیں یہ عناصر نمایاں طور پر جدا جدا نظر آتے ہیں لیکن اکثر جگہ یہ اس طرح ایک دوسرے میں حل گئے ہیں کہ ایک متوازن زبان وجود میں آگئی ہے۔ ولی کے ہاں نیم ہندی، نیم فارسی شعر نہیں ہیں۔ یہ احساس سب سے پہلے ولی کے ہاں ختم ہوتا ہے کہ اردو ہندی و فارسی کا مرکب ہے۔ ولی کے ہاں ایک نئی، جدید، لچک دار، نمو پذیر اور جاندار زبان ملتی ہے جس کا ایک جدا وجود ہے۔

ولی کا یہ لسانی شعور اُس کی شاعری کی تمام جزئیات میں کارفرما نظر آتا ہے۔ ولی ہمیشہ ہندی، دکنی مقامی زبانوں اور فارسی کے ایسے الفاظ انتخاب کرتا ہے جو آپس میں میل کھاتے ہیں۔ وہ صوتی اعتبار سے ہم آہنگ ہوتے ہیں اور معنوی اعتبار سے اتنے دقیق نہیں ہوتے کہ سمجھ میں نہ آسکتے ہوں۔ اور اتنے "مقامی" بھی نہیں کہ دوسرے علاقے کے لوگ ان کو نہ سمجھ سکتے ہوں۔ اس کے علاوہ صوری اعتبار سے بھی اُن میں ایک تناسب پیدا ہو سکتا ہے۔ اس طرح ولی کی زبان ایک ایسی زبان بن گئی ہے جو وسیع تر ہندوستان کے ایک بڑے حصے کی زبان ہو سکتی تھی اور جسے اس وسیع ملک کے ہر کونے اور ہر گوشے میں سمجھا جا سکتا تھا۔

اگر ہم غور سے ولی کے دیوان کا مطالعہ کریں تو ہمیں اس لسانی شعور کی مثالیں قدم قدم پر ملیں گی۔ ولی کی کچھ غزلیں ایسی ہیں جن میں ہندی اور دکنی اثرات کا غلبہ ہے۔ مثلاً وہ غزلیں جن کے مطلعے درج ذیل ہیں:

مت آتشِ غفلت سے میرے دل کو جلا جا = مشتاق درس کا ہوں ٹک یک درس دکھا جا

مت غصّے کے شعلے سوں جلتے کوں جلاتی جا
ٹک مہر کے پانی سوں یہ آگ بجھاتی جا

جگ میں دو جا نہیں ہے توب رو تجھ سار کا
چاند کوں ہے آسماں پر رشک تجھ رخسار کا

تجھ نین کے شہ سوار سوں لڑ کون سکے گا
بن نیند اس انکھیاں کوں پکڑ کون سکے گا

ترے بن مجکوں لے ساجن یو گھر اور بار کرنا کیا
اگر تو نا اچھے مجکوں تو یو سنسار کرنا کیا

پرت کی جو کنٹھا پہنے اُسے گھر بار کرنا کیا
ہوئی جوگن جو کوئی پی کی اُسے سنسار کرنا کیا

کفنی پہنا کے مجھ کوں لباسی کیا پیا
یک جیو ایک دل میں دو باسی کیا پیا

سُورج ہے شعلہ تری اگن کا جو جا فلک پر جھلک لیا ہے
نمک نے اپنے نمک کوں کھو کر ترے نمک سوں نمک لیا ہے

یہ اور ایسی دوسری غزلوں میں ہندی الفاظ، ہندی شاعری کی روایات اور ہندی کی مقبول بحروں کا استعمال نہایت نمایاں ہے۔ لیکن ان کے پہلو بہ پہلو ایسی بہت سی غزلیں ہیں، جن میں فارسی اثرات کا غلبہ ہے۔ مثلاً وہ غزلیں جن کے مطلعے درج ذیل ہیں۔

ہمیشہ ہے بہارِ سرو آزاد
نہ جاوے دولتِ حسنِ خداداد

برنگِ صافیٔ دل کیوں نہ ہو صفائے قدح
کہ دست آئینہ رو ہے مدام جائے قدح

ہے جلوہ گر صنم میں بہارِ عتاب آج
لینا ہے اس کے ناز و ادا کا حساب آج

شوخ ترکش دل ربا ہے الغیاث
دشمنِ مہر و وفا ہے الغیاث

آج ہر گل نور کی فانوس ہے
کوہ و صحرا صورتِ طاؤس ہے

قبلۂ اہلِ صفا شمشیر ہے
ہادی و مشکل کشا شمشیر ہے

گلستانِ لطافت میں ترا قد سروِ رعنا ہے
ہمیشہ تازگی کے آبجو میں جلوہ پیرا ہے

خوبیٔ اعجازِ حسنِ یار اگر انشا کروں
بے تکلف صفحۂ کاغذ ید بیضا کروں

مہر اوج حسن کی جھلکار کا ہوں میں حریص
جلوۂ رخسارۂ دل دار کا ہوں میں حریص

نہیں خط گردِ لعلِ شوخ سے نوشش
ہوا ہے چشمۂ خورشید خس پوشش

ان غزلوں میں فارسی الفاظ و تراکیب کی زیادتی ہے ـــــ ان کے ساتھ ساتھ فارسی شاعری کی روایات کو اپنایا گیا ہے لیکن یہ محض ٹک بندی اور گٹھ جوڑ نہیں ہے۔ ولی کو الفاظ و تراکیب کے انتخاب اور استعمال کا سلیقہ ہے
ولی کی غزلوں کا تیسرا حصہ ایسا ہے جہاں ہندی اور فارسی دونوں

اثرات پہلو بہ پہلو نظر آتے ہیں۔ لیکن ان کا امتزاج ایک حسین امتزاج ہے
ولی کے دیوان کا زیادہ حصہ ایسی ہی غزلوں پر مشتمل ہے اور یہی ولی کا
کارنامہ ہے۔ ولی کی بہترین شاعری یہیں وجود میں آتی ہے اور یہی وہ زبان
ہے جو آگے چل کر اُردو غزل کی زبان قرار پائی ـــــ مندرجہ ذیل غزلیں
اس کی واضح مثالیں ہیں ؎

وہ نازنیں ادا میں اعجاز ہے سراپا
خوبی میں گل رُخاں سوں ممتاز ہے سراپا

اے گل عذار غنچہ دہن ٹک چمن میں آ
گل سر پہ رکھ کے شمع نمن انجمن میں آ

آج کی رین مجھ کوں خواب نہ تھا
دو نوں انکھیاں میں غیر آب نہ تھا

دل ربا آیا نظر میں آج میری خوش ادا
خوش ادا ایسا نہیں دیکھا ہوں دوجا دلربا

ہوش کھوتی ہے نازنیں کی ادا
سحر ہے سرو گل جبیں کی ادا

عیاں ہے ہر طرف عالم میں حسنِ بے حجاب اس کا
بغیر از دیدۂ حیراں نہیں جگ میں نقاب اس کا

کیوں ہو سکے جہاں میں ترا ہمسر آفتاب
تجھ حسن کی اگن کا ہے یک اخگر آفتاب

عشق کے ہاتھ سوں ہوئے دل ریش
جگ میں کیا بادشاہ کیا درویش

شرابِ شوق سیں سرشار ہیں ہم
کبھو بے خود کبھو ہوشیار ہیں ہم

خوب رُو خوب کام کرتے ہیں
یک نگہ میں غلام کرتے ہیں

کیا مجھ عشق نے ظالم کوں آب آہستہ آہستہ
کہ آتش گل کوں کرتی ہے گلاب آہستہ آہستہ

جسے عشق کا تیر کاری لگے
اسے زندگی کیوں نہ بھاری لگے

یہ تینوں قسم کی غزلیں وؔلی کے تجرباتی سفر اور فنی ارتقا کی نشان دہی یا غمازی کرتی ہیں۔ یہ وؔلی کی فنی بصیرت اور لسانی قدرت کو بھی ظاہر کرتی ہیں۔ وؔلی نے اس بات کا خاص خیال رکھا ہے کہ ایک ہی غزل میں نسبتاً متضاد اثرات موجود نہ ہوں۔ یعنی ایسا نہ ہو کہ کچھ شعروں میں (یا ایک ہی شعر میں) ہندی الفاظ اور اندازِ بیان ہو اور کچھ میں فارسی۔ اس طرح وحدتِ تاثر ختم ہونے کا جو امکان اور اندیشہ تھا وؔلی اس سے آگاہ نظر آتا ہے۔

ہندی اور فارسی الفاظ کی ہم آہنگی سب سے پہلے وؔلی کے ہاں ایک خوش آئند انداز اختیار کرتی ہے ولی نے اس ہم آہنگی کو پیدا کرنے کے لیے بہت سے فنی حربوں سے کام لیا ہے۔ اُس نے اکثر فارسی الفاظ کی جمع ہندی . . . . طریقہ سے کی ہے۔ جیسے غزالاں، خوباں، بلبلاں، گلاں وغیرہ۔ اس طرح یہ الفاظ ہندی اسمآ افعال اور حروف کے ساتھ زیادہ عمدگی سے میل کھاتے ہیں۔ اور زبان کو پڑھنے اور کان کو سننے میں ناگوار اور اکھڑے اکھڑے نہیں معلوم ہوتے۔

دوسرے ولی اکثر فارسی الفاظ میں اضافت کی بجائے ہندی کے "حروف" استعمال کرتا ہے۔ "داغِ عشق" کی بجائے "عشق کا داغ"، "محتاجِ نمک" کے بجائے "محتاج نمک کا"، "موجِ زلف" کی بجائے "زلف کی موج"، "شیشۂ دل کی بجائے "دل کا شیشہ"۔ اس سے بھی ہندی افعال اور ضمائر کے ساتھ فارسی الفاظ زیادہ ہم آہنگی کے ساتھ کھپ جاتے ہیں۔

تیسرے ولی بلاتکلّف ہندی اور فارسی الفاظ کو ملاکر باہم ترکیب

دیتا ہے اور مختلف طریقوں سے اُن کو باہم ملا کر استعمال کرتا ہے۔ اس کو ہم ولی کی ناواقفیت پر محمول نہیں کر سکتے۔ ولی کی فارسی دانی مسلمہ ہے۔ اصل میں ولی کے نزدیک الفاظ کی نشست اور ہم آہنگی ہی اصل مقصد تھی اور وہ اس صورت میں قواعد کا خیال نہ کرتا تھا۔

ولی نے اپنے اشعار میں بے شمار نئی تراکیب اور بندشیں استعمال کی ہیں۔ جو اس سے پہلے اردو میں مستعمل نہیں تھیں۔ ان کے وضع کرنے اور استعمال کرنے میں اس نے الفاظ کی باہمی ہم آہنگی اور صوتی نشست کا خاص خیال رکھا ہے۔ اس طرح یہ تراکیب کانوں کو ناگوار معلوم نہیں ہوتیں۔

ولی الفاظ کا "نبض شناس" تھا۔ نبض شناس کا لفظ میں نے محض استعارۃً استعمال نہیں کیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ الفاظ کی جسمانی صحت — معنوی ساخت، صوتی خوبصورتی اور مدتِ حیات سے بخوبی واقف تھا۔ لہٰذا اُس نے ایسے الفاظ کو چن کر استعمال کیا ہے جو صحت مند، مضبوط اور جسمانی، معنوی اور صوتی اعتبار سے خوبصورت ہیں اور ایک طویل تر عرصہ تک زندہ رہنے کے اہل ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ پونے تین سو سال کا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود (اور اردو زبان کی اصلاح کی اُس تحریک کے باوجود جو اس عرصہ میں جاری رہی) ولی کا تمام تر کلام ایک مختصر سے فرہنگ کی مدد سے آج بھی سمجھا جا سکتا ہے اور اس کا بیشتر حصہ ایسا ہے جس کو عام قاری بغیر کسی فرہنگ کے بخوبی سمجھ سکتا ہے۔

ولی کو الفاظ کی قدر و قیمت کا بھی پورا پورا احساس ہے۔ وہ اُن کے

معانی اور ان کی "پہلو داری" پر خاص نظر رکھتا ہے۔ اس کا خاص اثر یہ ہے کہ ولی کے ہاں صنعتوں کا استعمال بہت زیادہ ہے۔ صنعتِ ایہام اور صنعتِ تجنیس کا استعمال اُس کے ہاں نہایت کثرت سے ہے۔ اس کے علاوہ اُس کی تشبیہیں اور استعارے، اسمائے جسمانی خصائص سے زیادہ الفاظ کے معانی اور باطنی پہلو پر مشتمل ہوتے ہیں اور یہ انداز اُس کی ترکیبوں کی ساخت اور اُس کے اندازِ بیان پر بھی حاوی ہے۔

ولی کے اس لسانی شعور نے ولی کو اس قابل کیا کہ وہ اپنے دور کی زبان کے مختلف اور متصادم رجحانات میں ہم آہنگی پیدا کر کے اُسے ان خطوط پر لے جائے جو اُس کے فطری ارتقاء کا راستہ ظاہر کرتے تھے۔ اُس نے زبانوں کی اس آویزش میں ایک آمیزش پیدا کی اور اس طرح ایک ایسی ہمہ گیر زبان کا بنیادی آہنگ دریافت کر لیا جو بعد میں وسیع تر ہندوستان کی زبان قرار پانے والی تھی۔

ولی اردو زبان کی "بین الصوبائیت" کا پہلا داعی ہے اور اس کا دیوان اس مقصد کی تکمیل کی طرف پہلا قدم۔

اس لسانی شعور کے ساتھ ساتھ ولی کے گہرے فنی شعور نے اس کے اس تجربے کی کامیابی پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ ولی کی کامیابی بحیثیت غزل گو اس کے اسی فنی شعور کی مرہونِ منت ہے۔ ولی کے اس فنی شعور کا پہلا ثبوت تو یہی ہے کہ اس نے "شعری ابلاغ" کے لیے "غزل" کی صنف کو منتخب کیا۔ اس

انتخاب کی اہمیت اُس وقت تک واضح نہ ہوگی جب تک یہ ذہن میں نہ رکھا جائے کہ ولی کسی دربار سے وابستہ یا کسی رئیس کا مصاحب نہ تھا۔ لہٰذا قصیدہ یا مثنوی اس کی کامیابی اور مقبولیت کی بنیاد نہیں بن سکتے تھے دوسرے ولی کا زمانہ ایک انتشار اور افراتفری کا زمانہ تھا۔ نہ تو کسی کو مثنویاں پڑھنے کی فرصت تھی اور نہ شاید لکھنے کی۔ ہر دور ایک مخصوص مزاج رکھتا ہے اور اس کا پہچاننا، ادراک کرنا اور پھر اپنے شعری وجدان میں اس سے مدد لینا ایک اچھے فن کار کی نشانی ہے۔ ولی نے بھی اپنے دور کو پہچان لیا تھا۔

ولی کا دیوان پڑھتے ہوئے اس حقیقت کا شدید احساس ہوتا ہے کہ اُس کے پاس کوئی بلند اہم اور ایسا آفاقی موضوع نہیں جو بذاتِ خود کسی فن کار کی عظمت کی بنیاد بن سکے۔ اس لحاظ سے انفرادی، ذاتی، اور شخصی خیالات، رجحانات اور احساسات کے اظہار کا ذریعہ "غزل" ہی اُس کے لیے مناسب ہو سکتی تھی۔ وہ اگر مثنوی یا قصیدہ وغیرہ اپنانے کی کوشش بھی کرتا تو شاید کامیاب نہ ہو سکتا۔

غزل اپنے اختصار، دروں بینی اور جذباتی رجحان کی وجہ سے عوامی اپیل بھی رکھتی ہے۔ ہر ایک کو آسانی سے یاد ہو سکتی ہے، محفلوں، جلسوں اور دوستوں کے مجمعوں میں گائی جا سکتی ہے۔ ولی کو غزل کی ان صلاحیتوں کا احساس تھا اور یہی خصوصیات ولی کی فوری مقبولیت کا باعث ہوئیں۔ آزاد بتاتا ہے کہ "جب ان کا دیوان دلی پہنچا تو اشتیاق نے ادب کے ہاتھوں پر لیا۔ قدر دانی نے غور کی آنکھوں سے دیکھا۔ لذت نے زبان

سے پڑھا۔ گیت موقوف ہو گئے قوال معرفت کی محفلوں میں انھیں کی غزلیں گانے بجانے لگے۔ اربابِ نشاط یاروں کو سُنانے لگے۔ جو طبیعت موزوں رکھتے تھے انھیں دیوان بنانے کا شوق ہوا۔"

لیکن صرف غزل کی صنف اختیار کرلینا ہی اُس کے کمالِ فن کا ثبوت نہیں ہے۔ ہمیں تو یہ دیکھنا ہے کہ اس صنف کو اختیار کرکے اُس نے اس میں جو کامیابی اور مرتبہ حاصل کیا وہ کن عوامل کا مرہونِ منت ہے۔ ولی کے پاس کوئی عظیم اور اعلیٰ موضوع نہیں ہے۔ نہ ہی اس کو انسانی دل و دماغ کے اُن گوشوں تک رسائی ہے جو تنوع انسانی کے جذباتی اور ذہنی اعمال و افعال کی بنیادیں ہیں (اور یہی چیز ولی کے تمام تر فنی اور لسانی شعور کے باوجود اس کے درجہ اوّل کے شاعر ہونے میں حائل ہے) اس خامی کے باوجود ولی کا غزل کو اس طرح برتنا کہ وہ مقبولِ خاص و عام ہو جائے اُس کے کمالِ فن کا ثبوت ہے۔

آیئے! اب اس کمالِ فن کی جزئیات کا سُراغ لگائیں۔ ولی کے موضوعات عظیم نہیں۔ لیکن ان کا دائرہ خاصا وسیع ہے۔ ولی کو وسعتِ قلب و نظر میسر تھی لہٰذا اس نے زندگی کو مختلف پہلوؤں سے دیکھا۔ اس طرح اس نے جو تجربے حاصل کئے اُن کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا۔ ولی کے موضوعات محبوب کے موجِ زلف اور سُرخیٔ لب سے لے کر مفلسی کی مصیبت اور تلوار کی اہمیت تک محیط ہیں۔ مضامین کا یہ تنوع بھی قاری کے لیے دلچسپی اور دلکشی کا باعث بنتا ہے۔ لیکن ولی نے اپنے اندازِ بیان اور فنی باریکیوں

سے کام لے کر اُن میں دلکشی اور دلچسپی ضرور پیدا کردی ہے۔

ولی اپنے پسندیدہ مضامین کو بار بار مختلف الفاظ، نئی تشبیہوں اور نئے استعاروں کے ساتھ دُہراتا ہے۔ اُس کا سب سے پسندیدہ موضوع حسنِ محبوب یا "جمال" ہے۔ اس کے دیوان کا بیشتر حصہ اسی کے ذکر پہ مشتمل ہے۔ لیکن اس کثرت کے باوجود پڑھنے والے کو "یکسانیت" کا احساس بہت کم ہوتا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ ہر موقع پر نئی تشبیہوں اور نئے استعاروں اور ایک نئے انداز کے ساتھ اپنا مطلب بیان کرتا ہے لیکن ان تشبیہوں اور استعاروں کی ایک بنیادی خامی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ان کا رابطہ مادی دنیا کے ساتھ قائم نہیں ہے۔ اس سے اُس خشکی کا احساس ہوتا ہے جو جذبے کی عدم موجودگی سے وجود میں آتی ہے۔ شاید ولی کا جذبہ سرد ہے لیکن اس کی ترکیبیں ہمیشہ ہمارے لیے نئی دلچسپی کا سامان پیدا کرتی رہتی ہیں۔ تراکیب کی اتنی جدت اور رنگارنگی شاید کہیں اور نظر نہ آئے اور استعاروں کا جو انداز اور تعداد یہاں ہے وہ تو یقیناً کہیں اور نہیں ملے گی۔ اس طرح ولی اس جذباتی کمی کو ذہنی دلچسپی سے پورا کرنے کی کامیاب کوشش کرتا ہے

ولی نے موضوعات کی کمی کو اس طرح بھی پورا کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس نے فارسی اور ہندی کے موضوعات اور انداز بیان کو اپنا لیا ہے اس سے اس کو اپنا رنگ قائم رکھنے میں خاصی مدد ملی ہے یہ روایتی اور مسلمہ .... انداز بیان اور موضوعات جب قاری کو نئی تشبیہوں اور نئے استعاروں کے ساتھ ملتے ہیں تو وہ اس خشکی کو فراموش کر دیتا ہے

جذبے کی عدم موجودگی سے کلام میں پیدا ہوتی ہے۔
ولی نے غزل کی ہیئت میں بڑی رنگا رنگی کا اہتمام کیا ہے۔ یہاں بھی اُس کی فنی دوربینی کا ثبوت ملتا ہے۔ سب سے پہلے تو ولی نے غزل کے لیے مختلف اور متنوع بحریں استعمال کی ہیں۔ ان میں طویل بحریں بھی ہیں اور مختصر بھی۔ اور یہاں وہ میر کا پیش رو نظر آتا ہے۔ اس نے ان بحروں میں روانی اور ترنم کا خاص خیال رکھا ہے۔ ان کے پڑھنے سے ہی زبان کو ایک شگفتگی اور لذت کا احساس ہوتا ہے۔ طویل اور مختصر بحروں کی مثالیں درج ذیل ہیں۔

دل کوں لگتی ہے دلرُبا کی ادا
جی میں بستی ہے خوش ادا کی ادا

شغل بہتر ہے عشق بازی کا
کیا حقیقی و کیا مجازی کا

خوب رُو خوب کام کرتے ہیں
یک نگہ میں غلام کرتے ہیں

طویل بحریں

سُرج ہے شعلہ تری اگن کا جو جا فلک پر جھلک رہا ہے
نمک نے اپنے نمک کوں کھو کرتیرے نمک سوں نمک لیا ہے

ترا کھ مشرقی حسن انوری جلوہ جمالی ہے
نین جامی، جبیں فردوسی وابرو ہلالی ہے

بحروں کے اس تنوع میں ولی ترنم روانی اور شگفتگی کا خاص خیال رکھتا ہے۔ اس کی بیشتر غزلوں کو گایا جا سکتا ہے۔ اسی وجہ سے آزاد نے کہا ہے: "لذت نے زبان سے پڑھا۔ گیت موقوف ہو گئے۔ قوال معرفت کی محفلوں میں انھیں کی غزلیں گانے بجانے لگے۔ ارباب نشاط یاروں کو سنانے لگے۔" آزاد کے اس اقتباس کے دُہرانے پر معذرت خواہ ہوں لیکن یہ مندرجہ بالا بیان کا واضح ثبوت ہے۔ ولی کے موضوعات معرفت کی محفلوں سے لے کر ارباب نشاط کی مجلسوں تک محبوب قرار پائے اور اس کی غزلوں کی روانی، آہنگ اور شگفتگی نے گیتوں کو موقوف کر دیا۔

ولی کی بحروں کا تنوع قابلِ داد ہے لیکن اُس کی فن کاری یہیں تک محدود نہیں ہے۔ اس تنوع میں ولی ایک اچھے فن کار کی طرح دیگر کئی ایسے عوامل استعمال کرتا ہے جو اس کے مطلوبہ اثر میں مزید اضافہ کرتے ہیں۔ وہ قاری کی دلچسپی کو برقرار رکھنا چاہتا ہے لہٰذا وہ طرح طرح کے حربے استعمال کرتا ہے۔ ردیف اور قافیہ میں اُس نے بڑی جدت پسندی کا ثبوت دیا ہے۔ بہت سی غزلیں ایسی ہیں جن میں صرف قافیہ ہے ردیف نہیں مثلاً

صنم کے لعل پر دقتِ تکلم
رگِ یاقوت ہے موجِ تبسم

ترے جلوے سوں اے ماہِ جہانتاب
ہُوا دِل سربسر دریائے سیماب

پی کے ہوتے نہ کر توں مہ کی ثنا
معتبر نئیں ہے حسنِ دورنما

کیوں نہ ہووے عشق سوں آباد سب ہندوستاں
حسن کی دلی کا ہے صوبہ محمد یار خاں

ردیف کے استعمال میں بھی ولی نے اور ضمنی مہارت دکھائی ہے۔
عموماً وہ ایسی ردیف استعمال کرتا ہے جو قافیے کے ساتھ میل کھاتی ہو لیکن
کہیں کہیں اس نے اپنی استادی اور زبان پر قدرت دکھانے کے لیے
نہایت انمل اور بے جوڑ ردیفیں اور قافیے استعمال کئے ہیں مثلاً

تجھ لگی بدن پہ جگ کے ہوئے گل عذار بند
گلشن میں تجھ بہار سکے ہے نو بہار بند

مژہ بتاں کی ہے تجھ غم میں خوابِ مخملِ سرخ
لگی ہے ترک کے پچھلے کوں یا مسلسل سرخ

برنگِ صافیٔ دل کیوں نہ ہوئے صفائے قدح
گو دستِ آئینہ رو ہے مدام جائے قدح

سینے میں ہے تجھ ابروئے پیوست کی نشست
جیوں تیر دل میں ہے نگہِ مست کی نشست

زر درو ہے جو کیا ہے فکرِ تسخیرِ طلاء
مت ہوائے وحشی صفت ذ نہار نخچیرِ طلاء

کئی جگہ پر ولی نے یوں کیا ہے کہ قافیہ ایسے الفاظ پر مشتمل رکھا ہے جو ایک ہی سے حرف رکھتے ہوں اور عموماً قافیہ کا آخری لفظ پہلے لفظ ہی کا ایک حصہ ہوتا ہے۔ ولی نے اس طرح اسے صوتی آہنگ، تجنیس اور ایہام کا ایک مرکب بنادیا ہے مثلاً

دل کی مچھلی نے بسا تجھ برہ میں جنجال جالی
دام میں تجھ نین . کے دل کا ہوا بے حال حالی

اس تمام غزل میں یہی التزام ہے۔ ولی کی بعض زمینیں نہایت سنگلاخ ہیں لیکن ان میں بھی اس نے جوئے سخن بہادی ہے۔

ردیف کے سلسلے میں ولی نے اکثر یوں بھی کیا ہے کہ کہیں تو صرف ایک لفظ تک محدود ہے اور کہیں وہ نصف سے زیادہ مصرعہ کو احاطہ کئے ہے۔ مثلاً ایک غزل ہے جس کی ردیف ہے "بیچ بہارِ گل و نرگس"۔

جب لگ ہے چمن بیچ بہارِ گل و نرگس
ہے باغِ سخن بیچ بہارِ گل و نرگس

دوسری غزل ہے ؎

شوخ آتا نہیں ہزار افسوس
کچھ دکھاتا نہیں ہزار افسوس

-

رد الصدر علی العجز کا بھی ولی نے اکثر جگہ استعمال کیا ہے مثلاً ؎

دلربا آیا نظر میں آج میری خوش ادا
خوش ادا ایسا نہیں دیکھا ہوں دوجا دلربا

ردیف اور قافیے کے یہ کھیل ولی نے قاری کی دلچسپی کی خاطر اور اپنی اُستادی ظاہر کرنے کے لیے کھیلے ہیں۔ ان کے علاوہ ولی نے صنائع لفظی و معنوی خصوصاً ایہام کا نہایت کثرت اور فن کاری سے استعمال کیا ہے یہاں تک کہ ولی سے متاثر ہو کر مشقِ سخن کا آغاز کرنے والوں نے "ایہام" کو ہی ولی کی کامیابی اور مقبولیت کا راز سمجھ لیا اور اس کے نتیجے میں ایہام گویوں کا

ایک پورا گروہ پیدا ہوگیا۔ دلّی میں شاعری کے آغاز سے لے کر کئی برس تک "ایہام گوئی" کا جو دور دورہ رہا اس کی بڑی وجہ یہی تھی۔

ہندی اور فارسی کی آمیزش اور آویزش سے بھی ولی نے خاصا تنوع پیدا کیا ہے اس نے اپنے لسانی شعور کو فنی تکمیل کے لئے پوری طرح استعمال کیا ہے۔ ولی نے الفاظ اور حروف کی تکرار سے اشعار میں ترنم اور آہنگ پیدا کرنے کی طرف خاص توجہ کی ہے۔ اس کی بعض غزلیں الفاظ اور حروف کی تکرار کی نادر مثالیں ہیں۔ مختصراً۔۔۔۔۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس ہم آہنگی ترنم اور روانی سے ولی کی غزل کا مخصوص "انداز" وجود پذیر ہوتا ہے۔

ولی کی یہ فنی مہارت اور لسانی شعور ایک ہی نقطۂ نظر کے تابع ہیں اور یہ نقطۂ نظر کی وحدت ہے جو ان تمام مختلف رجحانات کو سمو کر ایک مکمل وحدت کی شکل میں پیش کرتی ہے۔ نقطۂ نظر کی یہ وحدت ولی کی شخصیت کا "جوہر خاص" ہے اور اسی نے اس کو اس قابل کیا ہے کہ وہ اپنی شخصیت کی مختلف قوتوں کو ایک مقصد کے حصول میں بروئے کار لاسکے۔ ولی کے ہاں دو تہذیبوں، دو مزاجوں، دو رجحانات، دو زبانوں اور دو روایتوں کا امتزاج ہے۔ دو ایسے دھارے جو ایک طویل عرصہ سے برابر بہتے چلے آرہے تھے اس کے ہاں آکر ایک مشترکہ سنگم بناتے ہیں۔ ان دو رُخوں میں بہت سے آویزش کے پہلو بھی تھے۔ ان دو زبانوں اور دو تہذیبوں کے کچھ ایسے رُخ بھی تھے جو باہم متصادم ہوسکتے تھے لیکن ولی کی اس "وحدتِ نظر" نے ان کو اس طرح ایکدوسرے

میں سمو دیا کہ یہ امتزاج ایک حسین امتزاج بن گیا۔

یہ اس فنی اور لسانی شعور کا ایک جائزہ تھا جس کا سراغ ولی کی غزل سے ملتا ہے۔ اسی کے طفیل ولی نے اردو غزل کو موضوع، زبان، انداز بیان اور ہیئت کے اعتبار سے ایک مکمل روایت بخشی اس نے موضوع اور اسلوب کے لحاظ سے اس کے مستقبل کے راستے متعین کئے۔ ولی کے ہاں تقریباً اُن تمام خیالات، موضوعات اور اسالیب کے سراغ مل جاتے ہیں جو بعد میں جا کر نمایاں ہوئے۔

دیوانِ ولی -

○

ولی رکھتا ہوں سینے میں ہزاراں گوہر معنی
دکھاؤں اپنے جوہر کوں اگر کوئی جوہری آوے

○

ولی رکھتا ہوں سینے میں ہزار گوہر معنی
دکھاؤں اپنے جوہر کوں اگر کوئی جوہری آوے
ولی -

اس انتخاب میں الفاظ و حروف کا قدیم املا ہی اختیار
کیا گیا ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ آپ اس کا مطالعہ شروع
کرنے سے پہلے کتاب کے آخر میں درج شدہ مختصر
فرہنگ پر ایک نظر ڈال لیں۔ اس طرح آپ کو قدیم املا
سے جو دقت پیش آسکتی ہے رفع ہو جائے گی۔

ردیف الف

نازؔ دیتا نہیں گر رخصتِ گل گشتِ چمن
اے چمن زار حیا دل سکے گلستان میں آ

یاد آتا ہے مجھے جب وہ گلِ باغِ وفا
اشک کرتے ہیں مکاں گوشۂ داماں میں آ

نالہ و آہ کی تفصیل نہ پوچھو مجھ سوں
دفترِ درد بسا عشق کے دیوان میں آ

حسن تھا پردۂ تجرید میں سب سوں آزاد
طالبِ عشق ہوا صورتِ انسان میں آ

حاکمِ وقت ہے تجھ گھر میں رقیبِ بدخو
دیو مختار ہوا ملکِ سلیمان میں آ

چشمۂ آبِ بقا جگ میں کیا ہے حاصل
یوسفِ حسن ترے چاہِ زنخدان میں آ

جگ کے خوباں کا نمک ہو کے نمک پروردہ
چھپ رہا آ کے ترے لب کے نمکدان میں آ

○

اے گل عذار غنچہ دہن ٹک چمن میں آ
گل سر پہ رکھ کے شمع نمن انجمن میں آ
کب لگ اپس کے غنچہ مکھ کو رکھے گا بند
اے نو بہار باغ محبت سخن میں آ
تا گل گئے رو سے رنگ اُڑے اوس کی نمن
اے آفتاب حسن ٹک یک توں چمن میں آ

○

دو ناز نیں ادا میں اعجاز ہے سراپا
خوبی میں گل رخاں سوں ممتاز ہے سراپا
سنگ کے ادا شناساں ہے جن کی فکر عالی
تجھ قد کوں دیکھ بولے یو ناز ہے سراپا
گا ہے اسے عیسوی دم یک بات لطف سوں کر
جاں بخش مجھ کوں تیرا آواز ہے سراپا
مجھ پر ولیؔ ہمیشہ دلدار مہرباں ہے
ہرچند حسب ظاہر طناز ہے سراپا

○

ترا مکھ حسن کا دریا و موجاں چین پیشانی
اُپر ابرو کی کشتی کے یو تل جیوں ناخدا دستا

ترے لب ہیں بہ رنگ حوضِ کوثر مخزن[1] خوبی
یہ خالِ عنبریں تس پہ بلالی آسا کھڑا دستا
ہوا جو گوہر دل غرق بحرِ حسن، ہے نایاب
زبس دریائے حسنِ دلبراں بے انتہا دستا
یو خط کا حاشیہ گرچہ ولی ہے مختصر لیکن
مطوّل کے معانی کا تمامی مدعا دستا

○

ہر نسخہ لذتِ جہاں کا انکھیاں میں تری سوا دستا
ابرو کے نزک یہ خالِ موزوں خوش مصرعہ مستزاد دستا

○

پریشاں سامری کا دل تری زلفِ طلسمی ہیں
زمرد رنگ یو تل مجھ کوں سحر باختر دستا
نین دیول میں پُتلی یو ہے یا کعبہ میں اسود ہے
ہرن کا ہے یو نافہ یا کنول بھیتر بھنورا دستا
ولی شیریں زبانی کی نہیں ہے چاشنی شب کو
حلاوت فہم کو میرا سخن شہد و شکر دستا

○

---

[1] بعض نسخوں میں "محشر" درج ہے (اشرف)

خط ترا سرنوشت عاشق میں — حرف تقدیر کا رقم دستا
لوح محفوظ ہے ترا رخسار — زلف اس پر ہمگہ قلم دستا
تجھ زنخداں کے چاہ کنعاں میں — یوسف مصر دم بہ دم دستا

○

آج کی رین مجھ کوں خواب نہ تھا — دونوں انکھیاں میں غیر آب نہ تھا
خون دل کوں کیا تھا میں نین نوش — اور شیشے منیں شراب نہ تھا
مجلس شوخ میں مجھے کچھ بھی — حجت وصل کوں جواب نہ تھا
آہ پر آہ کھینچتا تھا میں — آج کی رات کچھ حساب نہ تھا
کیا سبب تھا جو خود نہیں آیا — کہ اُسے مجھ ستی حجاب نہ تھا
گلۂ شوخ اے وؔلی کرنا
ہر کسی کوں تجھے صواب نہ تھا

○

وؔلی! مرہم نہیں اُس کا کسی طور
کہ جن نے عشق کا کھایا جھپیٹ

○

مت آتشِ غفلت سوں مرے دل کوں جلا جا
مشتاق درس کا ہوں ٹک یک درس دکھا جا
بے رحم نہ ہو، غصہ نہ کر، بات مری سُن
ڈرتا نہیں، یک بات کی سو بات سُنا جا

جلتا ہوں میں مدت ستی اے حسن کے دریا
ٹک مکھ کوں دکھا، آگ مرے دل کی بجھاجا
خواہش ہے مجھے درد کے پڑھنے کی ہمیشہ
یک بار کسو طرز سوں ٹک اسم بتا جا
مدت سوں ولیؔ جھانج میں ہے ہاتھ سوں دل کے
تو بھی اے جگر آہ کی نوبت کوں بجا جا

○

یارو سلام میرا اس یار سیں کہو جا
مجھ ہجر کے یو دکھ کوں دلدار سیں کہو جا
جلتا ہوں درس بن اب حالت نہیں ہے مجھ میں
یو سب مری مصیبت عیار سیں کہو جا
تجھ وصل بن ولیؔ کا جاتا ہے جیو بدن سوں
ٹک آکے دیکھ جانا غم خوار سیں کہو جا

○

مت غصّے کے شعلے سوں جلتے کوں جلاتی جا
ٹک مہر کے پانی سوں توں آگ بجھاتی جا
تجھ چال کی قیمت سوں دل نئیں ہے مرا واقف
اے مان بھری چنچل ٹک بھاؤ بتاتی جا

اُس رات اندھاری میں مت بھول پڑوں تس سوں
ٹک پاؤں کے جھانجے کی جھنکار سُناتی جا

تجھ مکھ کی پرستش میں گئی عمر مری ساری
اے بت کی پجن ہاری ٹک اس کوں پچھاتی جا

تجھ عشق میں جل جل کر سب تن کوں کیا کاجل
یہ روشنی افزا ہے انکھیاں کو لگاتی جا

تجھ نیہ میں دل جل جل جوگی کی لیا صورت
یک بار اسے موہن چھاتی سوں لگاتی جا

تجھ گھر کی طرف سندر آتا ہے ولی دایم
مشتاق درس کا ہے ٹک درس دکھاتی جا

○

دلربا آیا نظر میں آج میری خوش ادا
خوش ادا ایسا نہیں دیکھا ہوں دوجا دلربا

بے دفا گر تجھ کوں بولوں ہے بجا اے نازنیں
نازنیں عالم منیں ہوتے ہیں اکثر بے دفا

کم نما ہے نوجوان میرا برنگ ماہ نو
ماہ نو ہوتا ہے اکثر اے عزیزاں کم نما

مدعائے عاشقاں ہر آن ہے دیدار یار
یار کے دیدار بن دوجا عبث ہے مدعا

کیمیا عاشق کے حق میں ہے نگاہِ گل رخاں
گل رُخاں سوں جگ میں پایا ہوں ولی یہ کیمیا

○

غضب سوں چہرۂ رنگیں بہارِ نازِ و ادا
بہارِ حُسن میں ہے لالہ زار ناز و ادا
لکھا ہے صفحۂ ایجاد پر مصوّرِ صنع
قلم سوں موئے کمر کے نگار ناز و ادا
چمن طراز نزاکت کیا ہے صنعت سوں
سہی قداں کا مکاں جوئبار ناز و ادا
سُنا ہوں خضر سوں دل کے یہ حرف تازہ و تر
بہار جلوۂ خط ہے بہار ناز و ادا

○

دل کوں لگتی ہے دلربا کی اَدا — جی میں بستی ہے خوش ادا کی اَدا
گرچہ سب خوبرو ہیں خوب ولے — قتل کرتی ہے میرزا کی اَدا
حرف بے جا بجا ہے گر بولوں — دشمن ہوش ہے پیا کی اَدا
نقش دیوار کیوں نہ ہوئے عاشق — حیرت افزا ہے بے وفا کی اَدا
گل ہوئے غرق آب شبنم میں — دیکھ اُس صاحب حیا کی ادا
اے ولی درد سر کی دارُو ہے
مجھ کوں اُس صندلی قبا کی اَدا

ہوش کھوتی ہے نازنین کی ادا　　سحر ہے سرو گل جبیں کی ادا
گر ہے مطلوب تجھ کوں نقش مراد　　دیکھ اُس کی بھواں کی چین کی ادا
موج دریا کوں دیکھنے مت جا　　دیکھ اُس زلف عنبریں کی ادا
اے ولی دل کوں آب کرتی ہے
نگہ چشم شرمگیں کی اَدا

○

تجھے شمع کے برابر سو کہہ سکوں کیوں میں
کہ نخل موم جدا سرو سر بلند جُدا
ولی برہ میں ترے حال کی حقیقت دیکھ
خجل ہے ناصح و رسوا ہے اہل پند جدا

○

ہے فیض سوں جہاں کے دل بافراغ میرا
مرہم سوں نہیں ہوا ہے محتاج داغ میرا
اسباب سوں جہاں کے بےغرض ہوں سدا میں
بن تیل ہو رہتی ہے روشن چراغ میرا
وہ ماہ جلوہ گر ہو دل کوں کیا منوّر
ہے آج آسماں سوں اوپر دماغ میرا
مجھ دل کے آ چمن میں کر یک نظر تماشا
داغاں کے ہے گلاں سوں روشن یو باغ میرا

از بسکہ زندگی میں یوں محو ہوں ولی میں
مشکل ہوا اجل کوں کرنا سراغ میرا

ہوا ہے سیر کا مشتاق بیتابی سوں من میرا
چمن میں آج آیا ہے مگر گل پیرہن میرا

میرے دل کی تجلی کیوں رہے پوشیدہ مجلس میں
ضعیفی سوں ہوا ہے پردۂ فانوس تن میرا

نہیں ہے شوق مجھ کوں باغ کی گلگشت کا ہرگز
ہوا ہے جلوہ گر داغاں سوں سینے کا چمن میرا

لگے پھیکی نظر میں اے ولی دوکان حلوائی
اگر ہو جلوہ گر بازار میں شیریں بچن میرا ولی ۔ مشاعرہ

اے رشک باغ جنت جب سوں جدا ہوا توں
دوزخ ہے مجکوں تب سوں گلزار کا تماشا

بے قصد مجھ زباں پر آتا ہے لفظ تمکین ۔ لائق ۔ زدبر ۔ دبوبہ ۔ عزت
دیکھا ہے جب سوں تیری رفتار کا تماشا

ہندو نے صاف دل سیں ڈالا گلے میں رشتہ
دیکھا جو تجھ صنم کے زنار کا تماشا

موسیٰ اگر جو دیکھے تجھ نور کا تماشا
اس کوں پہاڑ ہووے پھر طور کا تماشا

اے رشکِ باغ جنت تجھ پر نظر کیے سوں
رضواں کو ہووے دوزخ پھر حور کا تماشا

کثرت کے پھول بن میں جلتے نہیں ہیں عارف
بس ہے موحداں کوں منصور کا تماشا

وہ سربلند عالم از بس ہے مجھ نظر میں
جیوں آسماں عیاں ہے مجھ دور کا تماشا

○

بے تاب آفتاب ہے تجھ مکھ کی تاب کا
پیاسا ہے اس جہاں میں ترے لب کے آب کا

تجھ حسن انتخاب کا لکھتے تھے جب حساب
موہوم یک نقطہ ہے سُرج اس حساب کا

ہے مدرسے میں چرخ کے خورشید فیض بخش
جب سوں لیا ہے درس تری مکھ کتاب کا

○

روح بخشی ہے کام تجھ لب کا — دمِ عیسیٰ ہے نام تجھ لب کا
حسن کے خضر نے کیا لبریز — آبِ حیواں سوں جام تجھ لب کا
جنتِ حُسن میں کیا حق نے — حوضِ کوثر مقام تجھ لب کا

منطق و حکمت و معانی پر　　مشتمل ہے کلام تجھ لب کا
سبزہ و برگ و لالہ رکھتے ہیں　　شوق، دل میں دوام، تجھ لب کا
غرقِ شکّر ہوئے ہیں کام و زباں　　جب لیا ہوں میں نام تجھ لب کا
مثلِ یاقوت خط میں ہے شاگرد　　ساغرِ مے مدام تجھ لب کا
ہے ولیؔ کی زباں کوں لذت بخش　　ذکر ہر صبح و شام تجھ لب کا

○

ہرگز ولیؔ کسی کن شاکی ترا نہ ہوتا
گر تجھ میں اے ہٹیلے ہوتا نہ طورہٹ کا

○

لگتا ہے مجھ کوں پنجۂ خورشید رعشہ دار
دیکھا ہوں جب سوں دست نگاریں نگار کا
ہر ذرہ اس کی چشم میں لبریز نور ہے
دیکھا ہے جن نے حسنِ تجلّی بہار کا
طاقت نہیں کسی کوں کہ یک حرف سن سکے
احوال گر کہوں میں دلِ بے قرار کا
آدے ولیؔ ہماری طرف، تیغ تان لے
اُس شوخ کوں خیال اگر ہے شکار کا

○

مشکل

جگ منیں دو جا نہیں ہے خوب رو تجھ سار کا
چاند کوں ہے آسماں پر رشک تجھ رخسار کا

جب سوں تیری زلف کوں دیکھا ہے زاہد اے صنم
ترک کر سبحہ کوں ہے مشتاق تجھ زنار کا

دل کو میرے تب ستیں حاصل ہوا ہے پیچ و تاب
جب سوں دیکھا پیچ تیری لٹ پٹی دستار کا

تجھ گلی کی خاک رہ جب سوں ہوا ہوں اے پیا
تب سوں تیرا نقش پا تکیہ ہے مجھ بیمار کا

بلبلاں گر یک نظر دیکھیں ترے مکھ کا چمن
پھر نہ دیکھیں زندگی میں مکھ کدھیں گلزار کا

بحر بے پایاں نے مجھ انجھواں ستی پایا ہے فیض
ابر نیساں عبد ہے مجھ چشم گوہر بار کا

ٹک اپس کا مکھ دکھا اے راحت جان و جگر
ہے ولی مدت ستی مشتاق تجھ دیدار کا

دیکھنا ہر صبح تجھ رخسار کا ۔۔۔ ہے مطالعہ مطلع انوار کا
صبح تیرا درس پایا تھا صنم ۔۔۔ شوقِ دل محتاج ہے تکرار کا
ماہ کے سینے اُپر اے شمع رو ۔۔۔ داغ ہے تجھ حسن کی جھلکار کا
دل کوں دیتا ہے ہمارے پیچ و تاب ۔۔۔ پیچ تیرے طرۂ طرار کا

چاہتا ہے اِس جہاں میں گر بہشت　　جا تماشا دیکھ اس رخسار کا
آرسی کے ہاتھ سوں ڈرتا ہے خط　　چور کوں ہے خوف چوکیدار کا
اے ولی کیونکر سن سکے ناصح کی بات
جو دِوانا ہے پری رُخسار کا

○

یاد کرنا ہر گھڑی اُس یار کا　　ہے وظیفہ مجھ دلِ بیمار کا
آرزوئے چشمۂ کوثر نہیں　　تشنہ لب ہوں شربتِ دیدار کا
گر ہوا ہے طالبِ آزادگی　　بند مت ہو سبحہ و زنار کا
مسندِ گل منزلِ شبنم ہوئی　　دیکھ رتبہ دیدۂ بیدار کا
اے ولی ہونا سری جن پہ نثار
مدعا ہے چشم گوہر بار کا

○

اے نورِ نظر جب سوں توں آیا ہے نظر میں
پلکاں کو کیا شانہ ترے موئے کمر کا
شرمندہ ہو تجھ مکھ کے دیکھے بعد سکندر
بالفرض بناوے اگر آئینہ قمر کا
جوں لالہ بجز آتش خاموش لب یار
مرہم نہیں عالم میں ولی داغ جگر کا

○

زخمی ہے جلّاد فلک تجھ غمزۂ خوں ریز کا
ہے شور دریامیں سدا تجھ زلف عنبر بیز کا
یوں شعر تیرا اے ولی مشہور ہے آفاق میں
مشہور ہے جیوں کہ سخن اُس بلبل تبریز کا

ے

عیاں ہے ہر طرف عالم میں حسن بے حجاب اس کا
بغیر از دیدۂ حیراں نہیں جگ میں نقاب اس کا
ہُوا ہے مجھ پہ شمع بزم یک رنگی سوں یوں روشن
کہ ہر ذرے اُپر تاباں ہے دائم آفتاب اس کا
سجن نے یک نظر دیکھا نگاہ مست سوں جس کوں
خرابات دو عالم میں سدا ہے وہ خراب اس کا
مرا دل پاک ہے از بس، ولی زنگِ کدورت سوں
ہُوا جیوں جوہر آئینہ مخفی پیچ و تاب اس کا

اگرچہ حسب ظاہر میں ہے فرقت درمیاں لیکن
تصور دل میں میرے جلوہ گر ہے صبح و شام اس کا
برنگ لالہ نکلے جام لیکر اس زمیں سے جم
اگر بخشے تکلم سوں مے جاں بخش جام اس کا

ہوئی دیوانگی مجنوں کی یو میرے جنوں آگے
کہ جیوں ہے حسن لیلیٰ بے تکلف پائے نام اس کا

کرے آزادگی اپنی گرفتاری اُپر قرباں
جو دیکھے یک قدم بھر، سرو گلشن میں خرام اس کا

○

تجھ مکھ کے دیکھنے سوں اے آفتاب طلعت
مشتاق دل سوں میرے شعلہ اٹھا اُمس کا

○

اپس گھر میں رقیباں کو نہ دے بار — چمن میں کام کیا ہے خار و خس کا
نگہ سوں تیری ڈرتے ہیں نظر باز — سدا ہے خوف دزدوں کو عسس کا
بجز رنگیں ادا دوجے سوں مت مل — اگر مشتاق ہے تو رنگ و رس کا

دلی کوں ٹک دکھا صورت اپس کی
کھڑا ہے منتظر تیرے درس کا

○

تری زلفاں کا ہر تار سیہ ہے کال عاشق کا
ہوا ہے اُس کے جلوے سوں پریشاں حال عاشق کا

نہ ہووے چرخ کی گردش سوں اس کے حال میں گردش
بجا ہے قطب کے مانند استقلال عاشق کا

نہ پوچھو عشق میں جوش و خروش دل کی ماہیت۔
بہ رنگ ابر دریا بار ہے رو مال عاشق کا

ولی، یو مصرع رنگیں ہوا ہے ورد جان و دل
فدا ہے عشق میں دلبر کے جان و مال عاشق کا

مجھ درد پہ دوا نہ کرو تم حکیم کا
بن وصل نئیں علاج پرہ کے سقیم کا

دیکھا ہوں قد و زلف و دھن پیو کا جب ستی
کیتا ہوں ورد تب سوں الف لام میم کا

جنت میں کب دیے ہیں وہ رضواں کو مرتبہ
جو مرتبہ ہے تیری گلی کے مقیم کا

کرتا ہے اس کی زلف کی تعریف اے ولی
جھ ہے مرید سلسلہ مستقیم کا

کیتا ہوں ترے ناؤں کوں میں ورد زباں کا
کیتا ہوں ترے شکر کوں عنوان بیاں کا

جس گرد اُوپر پانوں رکھیں تیرے رسولاں
اُس گرد کوں میں کحل کروں دیدۂ جاں کا

ہر ذرۂ عالم میں ہے خورشید حقیقی
یوں بوجھ کے بلبل ہوں ہر اک غنچہ دہاں کا

کہتا ہے ولی دل ستی یو مصرع رنگیں
ہے یاد تری مجھ کوں سبب راحت جاں کا

ابرو کماناں کھینچ کر، پلکاں کے تیر اُس کوں لگا
جاتا ہے کس کے قتل کوں وو شوخ خونیں شان کا
جامہ گلابی بر میں کر ساغر نین صہبا سوں بھر
کرتے دِوانا کس مگر رہزن چلیا ایمان کا

○

دل کو گر مرتبہ ہو درپن کا ‏ مفت ہے دیکھنا سری جن کا
اے زباں کر مدد کہ آج صنم ‏ منتظر ہے بیانِ روشن کا
حکمتِ عشق بوعلی سوں نہ پوچھ ‏ نئیں وہ قانون شناس اس فن کا
آئینہ تجھ سے ہو کے ہم زانو ‏ غیرت افزا ہوا ہے گلشن کا
تجھ نگہ سوں بہ شکلِ شانِ عسل ‏ دل ہوا گھر ہزار روزن کا
ٹک ولی کی طرف نگاہ کرو
صبح سوں منتظر ہے درشن کا

○

ہر طرف ہے جگ میں روشن نام شمس الدین کا
چین میں ہے شور جس کے ابروئے پُر چین کا
ہے ترے ہر مو سوں روشن جلوہ گر رنگ وقار
کیا عجب گر تجھ سے لیوے درس نت تمکین کا
صورتِ تسکیں نہیں دستی مگر اس حال میں
اے ولی جب پیو پوچھے حال مجھ مسکین کا

ولی اُس طبع کا گلشن گل معنی سوں ہو روشن
جو کئی دل کوں کرے مسکن مرے اشعار رنگیں کا

ہُوا ہے دل مرا مشتاق تجھ چشم شرابی کا
خراباتی اُپر آیا ہے شاید دن خرابی کا
کیا مدہوش مجھ دل کوں انیدی نین ساقی نے
عجب رکھتا ہے کیفیت زمانہ نیم خوابی کا
خط شبرنگ رکھتا ہے عداوت حسن خوباں سے
کہ جیوں خفاش ہے دشمن شعاع آفتابی کا
نہ جاؤں صحن گلشن میں کہ خوش آتا نہیں مجکوں
بغیر از ماہ رو ہرگز تماشا ماہتابی کا
نہ بوجھو اب ہُوا ہے کم سخن وہ دلبر رنگیں
لب تصویر پر ہے رنگ دائم لاجوابی کا
پری رخ کوں اٹھانا نیند سوں لائق نہیں عاشق
عجب کچھ لطف رکھتا ہے زمانہ نیم خوابی کا
ولی سوں بے حسابی بات کرنا بے حسابی ہے
نہیں وہ آشنائے یار ہرگز بے حسابی کا

طالب نہیں مہر و مشتری کا　　دیوانہ ہوا جو تجھ پری کا
یو غمزۂ شوخ ساحری میں　　اُستاد ہے سحر سامری کا
تجھ تل سوں اے آفتاب طلعت　　ممنون ہوں ذرّہ پروری کا
کفار فرنگ کوں دیا ہے　　تجھ زلف نے درس کافری کا
تیرا خط خضر رنگ اے شوخ　　سلطان ہے خشکی و تری کا
توں سر سوں قدم تلک جھلک میں　　گویا ہے قصیدہ انوری کا
پایا ہے جو کوئی دولتِ فقر　　مشتاق نہیں سکندری کا
پھیکی لگے اس کوں شانِ دولت　　چاکھیا جو مزہ قلندری کا
کہتا ہے ولی پکار یو بات
بندہ ہوں پیا کی دلبری کا

○

شغل بہتر ہے عشق بازی کا　　کیا حقیقی و کیا مجازی کا
ہر زباں پر ہے مثل شانہ مدام　　ذکر تجھ زلف کی درازی کا
ہوش کے ہاتھ میں عناں نہ رہی　　جب سوں دیکھا سوار تازی کا
آج تیری بھواں نے مسجد میں　　ہوش کھویا ہے ہر نمازی کا
گر نہیں رازِ عشق سوں آگاہ　　فخر بے جا ہے فخر رازی کا
اے ولی سرو قد کوں دیکھوں گا
وقت آیا ہے سرفرازی کا

○

مجھے بولیا کہ گر عشق حقیقی سوں توں واقف نئیں
تو بہتر یوں ہے جا دامن پکڑ عشق مجازی کا

○

ترا قد مصرعہ برجستہ دیوان عالی ہے
تری یو بیت ابرو شعر دستانے ہلالی کا
تری لب کی حلاوت نے کیا مجھ طبع کو شیریں
ہوا ہے نُقل مجلس ذکر مجھ شیریں مقالی کا
نزاکت تجھ کمر کی دل نشیں ہے اس سبب سیں
ہوا ہے شہرہ عالم میں مری نازک خیالی کا
رنگیلے شعر کا کہنا کیا تھا ترک مدت سوں
ترا یو قد ہوا ہے پھر کے باعث فکر عالی کا
تری وہ طبع ہے ہموار اے رشک مہ کنعاں
کہ جس میں مو برابر نئیں اثر بے اعتدالی کا
ولی تجھ شعر کوں سنتے ہوئے ہیں مست اہل دل
اثر ہے شعر میں تیرے شراب پرتگالی کا

○

پیسے فرہاد کے مانند کوہ بیستوں میں جا
اگر قصہ سنے خسرو تری شیریں کلامی کا

حقیقت سوں تری مدت ستی واقف ہیں اے زاہد
عبث ہم پختہ مغزاں سوں نہ کر اظہار خامی کا
ولی لکھتا ہے تیری مست انکھیاں دیکھ اے ساقی
بیاض گردن مینا اُپر دیوان جامی کا

۷۵

عبث غافل ہوا ہیگا فکر کر پیو کے پانے کا
صفا کر آرسی دل کی سکندر ہو زمانے کا
چراغ دل اگر گل ہے تو کر جیوں گل اسے روشن
کہ یہ تحفہ ہے سالک کوں نزک حق کے لجانے کا
نہ پاوے دین کی لذت جسے دنیا کی خواہش ہے
قفل ہے لذتِ دنیا حقیقت کے خزانے کا

۱۵

کیا یک بات میں واقف مجھے رازِ نہانی کا
لکھوں غنچے اُپر حرف اس دہن کی نکتہ دانی کا
کتابت بھیجنی ہے شمع بزم دل کوں اے کاتب
پر پروانہ اوپر لکھ سخن مجھ جاں فشانی کا
چھپا کر پردۂ فانوس میں رخ شمع ہے گریاں
سنیا ہے جب سے آوازہ تری روشن بیانی کا

پرت کی بزم میں تا سرخ روئی مجھ کوں ہو حاصل
نین سوں اپنے دے ساغر شراب ارغوانی کا
بجا ہے گر کرے پرواز رنگ چہرۂ عاشق
ہوا ہے شوق موہن کوں لباس زعفرانی کا
شراب جلوۂ ساقی سوں مت کر منع اے زاہد
یہی ہے مقتضا عالم میں ہنگام جوانی کا
ولی جن نے نہ باندھیا دل کوں اپنے نونہالاں سوں
نہ پایا پھل جہاں میں اُن نے ہرگز زندگانی کا

○

الپس کی زلف کا فر کیش کی جھلکار ٹک دکھلا
کہ زاہد بے خبر دم مارتا ہے پارسائی کا
مرے دل کی حقیقت یوں ہوئی ہے شہرۂ عالم
کہ جیوں مذکور ہووے جگ میں تیری دلربائی کا
کرے تا تجھ شکر لب سے طلب اک بوسۂ شیریں
مرے دل نے لیا ہے اس سبب شیوہ گدائی کا

○+

تجھ لب کی صفت لعلِ بدخشاں سوں کہوں گا
جادو ہیں ترے نین غزالاں سوں کہوں گا

دی بادشہی حق نے تجھے حسن نگہ کی
یو کشور ایراں میں سلیماں سوں کہوں گا
تعریف ترے قد کی الف وار سری جن
جا سرو گلستاں کوں خوش الحاں سوں کہوں گا
مجھ پہ نہ کرو ظلم تم اے لیلیٰ جنہ بال
مجنوں ہوں ترے غم کوں بیاباں سوں کہوں گا
دیکھا ہوں تجھے خواب میں اے مایۂ خوبی
اس خواب کو جا یوسفِ کنعاں سوں کہوں گا
جلتا ہوں شب و روز ترے غم میں اے ساجن
یہ سوز ترا مشعلِ سوزاں سوں کہوں گا
یک نقطہ ترے صفحۂ رخ پر نہیں بے جا
اس مکھ کو ترے صفحۂ قرآں سوں کہوں گا

جس وقت اے سری جن تو بے حجاب ہوے گا
ہر ذرہ تجھ جھلک سوں جیوں آفتاب ہوے گا
مت جا چمن میں لالن بلبل پہ مت ستم کر
گرمی سوں تجھ نگہ کی گل گل، گلاب ہوے گا
مت آئینے کوں دکھلا اپنا جمال روشن
تجھ مکھ کا آب دیکھے آئینہ آب ہوے گا

مجکوں ہوا ہے معلوم اے مست جام خوبی
تری انکھاں کے دیکھے عالم خراب ہوسے گا

○

اس قد سوں جس چمن میں وہ نونہال ہوگا
کیا سرو کیا صنوبر ہریک نہال ہوگا
آوے گا گر سخن میں وہ مایۂ لطافت
شرمندہ اس کے آگے آبِ زلال ہوگا
معنی کے جو چمن میں ہے بلبلِ معانی
تجھ گل بدن کے دیکھے رنگیں خیال ہوگا
البتہ وصف تیرا لاوے گا ہر سخن میں
جو شعر میں ولی سا صاحب کمال ہوگا

○

سحر جادو میں تجھ نین سا نہیں   سب پھرا دیکھ شہر بنگالا

○

جب سوں دیکھا ہوں مست متوالا   ہوش تب سوں ہوا ہے متوالا
سوز یار و گداز ہے ہمدم   مونس جاں ہے آہ ہور نالا

○

زرد رو ہے جو کیا ہے فکر تسخیر طلا
مت ہو اے وحشی صفت زنہار نخچیر طلا

گر غرض ہے تجھ کوں صافی باز رکھ دنیا سوں دل
جز سیاہی نیئں ہے اے نادان تاثیر طلا
بوالہوس رکھتے ہیں دائم فکر رنگ عاشقاں
جوں مہوس کے سدا دل میں ہے تدبیر طلا
آہ سوں عاشق کی عارف بوجھتے ہیں حال دل
جیوں کے سمجھے صوت سوں قراں تقریر طلا
اے ولی یو شعر ہے لبریز معنی سر بسر
ہے بجا اطراف اس کے گر ہے تحریر طلا

○

پی کے ہوتے نہ کر توں مہ کی ثنا — معتبر نیئں ہے حسن دور نما
باعث نشۂ دوبالا ہے — حسن صورت کے ساتھ حسن ادا
اے گل باغ حسن مکھ سوں ترے — جلوہ پیرا ہے رنگ و بوے حیا
نیئں ہے گل پی کے مکھ سا عالم میں — قائل اس بات کی ہے باد صبا
اے ولی مجھ سخن کوں وو بوجھے
جس کوں حق نے دیا ہے فکر رسا

○

تجھ قد و قامت آگے سرو ہوا سرنگوں
تجھ سے رداں سرو آگے سرو کوں شل بولنا

○

تجھ حسن عالم تاب کا جو عاشق شیدا ہوا
ہر خوبرو کے حسن کے جلوے سوں بے پروا ہوا
دیکھا ہے تیری زلف کے حلقے کو جن نے یک نظر
تجھ خال کے نقطے نمن وو بے سر و بے پا ہوا
پایا ہے جگ میں اے ولی وو لیلیٔ مقصود کوں
جو عشق کے بازار میں مجنوں نمن رسوا ہوا

○

مجھ نین کے یعقوب کی نظارہ بازی پیر تھی
یوسف کے دیکھے سوں جواں پھر آج نظارہ ہوا

○

مستی منیں محشر تلک کو نین کوں تبرا ہے وو
جو تجھ نین کے جام سوں مدھ پی کے متوالا ہوا

○

خون دل کھینچنے کو ہر یک نین — لے دلا شیشۂ شراب ہوا
تیرے دیوانِ حسن میں جاناں — بیت ابرو کا انتخاب ہوا

○

جب صنم کوں خیال باغ ہوا — طالب نشۂ فراغ ہوا
فوج عشاق دیکھ ہر جانب — نازنین صاحب دماغ ہوا
رشک سیں تجھ لباں کی سرخی پر — جگر لالہ داغ داغ ہوا

دل عشاق کیوں نہ ہوئے روشن　　جب خیال صنم چراغ ہوا
اے ولی گلبدن کوں باغ میں دیکھ
دل صد چاک باغ باغ ہوا

○

فیض تشبیہ قد دلبر سوں　　سرو گلشن منیں نہال ہوا
نشۂ سبزیٔ خط خوباں　　دالیٔ عالم خیال ہوا
یاد کر تجھ بھواں کی بیت بلند　　ماہ نو صاحب کمال ہوا
دیکھ کر تجھ نگاہ کی شوخی　　ہوش عاشق رم غزال ہوا
حسن اس دلربا کا مدت سوں　　عکس آئینہ خیال ہوا
غزل مجنوں کے بعد مجھ کوں ولی
صوبۂ عاشقی بحال ہوا

○ ۲

نقطے پہ تیرے خال کے باندھا ہے جن نے دل
وو دائرہ میں عشق کے ثابت قدم ہوا
تجھ فطرت بلند کی خوبی کوں لکھ قلم
مشہور جگ کے بیچ عطارد رقم ہوا
بے منت شراب ہوں سرشار انبساط
تجھ نین کا خیال مجھے جام جم ہوا

شہرت ہوئی ہے جب سے ترے شعر کی ولی
مشتاق تجھ سخن کا عرب تا عجم ہوا

○

ابرو کی کشتی مت چھپا اس وقت اے دریائے حسن
تجھ نین کی گردش ستی عالم منیں طوفاں ہوا

○

گنج میں تجھ عشق کے جن نے کیا ہے مقام
اس کوں ٹوٹا بوریا تخت سلیماں ہوا
جب سوں ترے مکھ کی یاد کرتا ہوں اے گلبدن
تب سوں ہر اک زخم دل باب گلستاں ہوا

○

وہ مرا مقصود جان و تن ہوا — جس کا مجھ کوں رات دن سمرن ہوا
مثل مینائے شراب بزم حسن — حوض دل تجھ عکس سوں روشن ہوا
بس کہ یاد حسن حیرت بخش ہے — دل مرا صافی میں جیوں درپن ہوا
جو ولی ہے مرجع ہر جزو و کل
وہ مرا مقصود جان و تن ہوا

○

ہر انجھو تجھ غم میں اے رنگیں ادا گل گوں ہوا
غیرت گل زار جنت دامن پر خوں ہوا

ہے پسند طبع عالی مصرع سرو بلند
جب سوں گلشن میں ترا قد دیکھ کر موزوں ہوا

رات دن انجواں میں اپنے شاستر کرتا ہے تر
اے برہمن دیکھ تجھ کوں بید خواں مجنوں ہوا

گر نہیں ہے خنجر بے داد خوباں کا شہید
دامن صد چاک گل کس واسطے پر خوں ہوا

ہر غزل میں وصف لکھتا ہے ترے بے اختیار
تجھ نگاہ با ادا سوں جب ولی ممنوں ہوا

○

مجھ دل کے دائرے میں سویدا نہ بوجھ توں
تجھ خال کا خیال مجھے دل نشیں ہوا

مسجود آفتاب ہوا ہے شرف سوں آج
وو نقش پاک زینت روئے زمیں ہوا

پی کی گلی نگاہ کرو ہے عجب مکاں
اس اشرف المکاں میں یو دل جا مکیں ہوا

ہے آج مجکوں جگ میں ولی دست گاہ جم
اس کا خیال دل منیں نقش نگیں ہوا

○

تخت جس بے خانماں کا دشت ویرانی ہوا
سر اُپر اس کے بگولا تاجِ سُلطانی ہوا
کیوں نہ صافی اس کوں حاصل ہووے مثلِ آرسی
اپنے جوہر کی حیا سوں سر بسر پانی ہوا

○

پھر میری خبر لینے وہ صیاد نہ آیا
شاید کہ مرا حال اُسے یاد نہ آیا
پہنچی ہے ہر اک گوش میں فریادِ ولی کی
لیکن وہ صنم سننے کوں فریاد نہ آیا

○

افسوس اے عزیزاں وہ سیم بر نہ آیا
مجھ درد کی خبر سُن وہ بے خبر نہ آیا
آزاد سوں سنیا ہوں یہ مصرع مناسب
جس سوں وہ یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا
عشاق متفق ہو کہتے ہیں جان و دل سوں
ہرگز زمیں کے اُوپر تجھ سا بشر نہ آیا
کچھ نقدِ جاں کا کھونا تخصیص نئیں ولی کی
نہیں کوئی کہ تجھ گلی میں دل کوں بسر نہ آیا

○

بے داد ہے بے داد کہ وہ یار نہ آیا
فریاد ہے فریاد کہ غم خوار نہ آیا
صد حیف ہے صد حیف کہ یک ناز ادا سوں
یک بار مرے بر میں وہ دلدار نہ آیا
اغماض کیا۔ چلتا رہا۔ مجھ کوں نہ پوچھا
کیا اُس کوں مرے حال پہ کچھ پیار نہ آیا

○

جس باج مرے سینے پہ ہر آن ہے یک سال
اُس ماہ بنا تن پہ مرے ماس نہ آیا

○

سیر صحرا کی توں نہ کر ہرگز   دل کے صحرا میں گر خدا پایا

○

اُس کی تعظیم ہوئی اہل چمن پر لازم   بلبل باغ نے جب مصحف گل یاد کیا
بسکہ ایجاد تری چشم سوں ہے نور نظر   حسن کی فرد پہ دیوان ازل صاد کیا
اے ولی جب سوں کیا عشق میں تحصیل جنوں
روح مجنوں نے اپس کا مجھے استاد کیا

○

تجھ مہر کا ہوا ہے دل و جاں سوں مشتری
جب سوں ترے جمال پہ مہ نے نظر کیا

تب سوں ہوا ہے محمل لیلیٰ کی شکل دل
جب سوں ترے خیال نے دل میں گذر کیا
دیکھا ہے یک نگہ میں حقیقت کے ملک کوں
جب بے خودی کی راہ میں دل نے سفر کیا

○

دل میں جب عشق نے تاثیر کیا   فرد باطل خط تدبیر کیا
گریہ و گرد ملامت سوں ولی
خانۂ عشق کوں تعمیر کیا

○

کشور دل کوں ترے ناز نے تسخیر کیا
فوج مجنوں کوں تری زلف نے زنجیر کیا
کیوں کہ ذرات جہاں تجھ کوں پرستش نہ کریں
حق نے تجھ حسن کوں خورشید جہاں گیر کیا
گرد غم آب نین، درد کے معمار نے لے
خانۂ عشق جگر سوز کوں تعمیر کیا
اے ولی شوخ کی زلفاں کی سیاہی لے کر
قصۂ حال پریشاں کوں میں تحریر کیا

○

خدا نے مکھ پہ ترے یاب حسن باز کیا
قد بلند کوں تیرے تمام ناز کیا
خدا دیا ہے مجھے صد ہزار عجز و نیاز
جو سر سوں پانوں تلک تجھ کوں شکل ناز کیا
ولی اپس کے قدم بوس کے شرف سوں مجھے
ہزار شکر کہ دلبر نے سرفراز کیا

○

مخمل اوپر نہیں ہے خواب مجھے   جب سوں آغوش کا خیال کیا

○

صحن گلشن میں جب خرام کیا   سرو آزاد کوں غلام کیا
حق تنا جگ میں کیوں نہ ہو حافظ   کہ تجھے حافظ کلام کیا
کاملیت کا تجھ کوں تھا دعویٰ   حق نے دعویٰ ترا تمام کیا
غمزۂ شوخ نے بہ نیم نگاہ   کام عشاق کا تمام کیا
حق نے تجھ قد کوں دیکھ مثل الف   خوش قداں کا تجھے امام کیا
نام تیرا ولی نے اے اکمل
شوق سوں ورد صبح و شام کیا

○

ہے قد ترا سراپا معنیٔ ناز گویا   پوشیدہ دل میں میرے آتا ہے ساز گویا
ہر یک نگہ میں تیری ہے نغمۂ محبت   ہر تار تجھ نگاہ کا ہے تار ساز گویا

اے قبلہ رو ہمیشہ محراب میں بھواں کی ۔۔۔ کرتی ہیں تیری پلکاں مل کر نماز گویا

○

ردیف ب

ترے جلوے سوں اے ماہ جہاں تاب ۔۔۔ ہؤا دل سربسر دریائے سیماب
ترے مکھ کے سُرج کوں دیکھ جیوں برف ۔۔۔ ہوئے ہیں عاشقاں سرتا قدم آب
رکھوں جس خواب میں تجھ لب اُپر لب ۔۔۔ مجھے شکر سوں شیریں تر ہے وو خواب
ولی تجھ سوز میں اے آتشیں خو
سراپا ہے بہ رنگ شعلہ بے تاب

○

کیوں ہو سکے جہاں میں ترا ہم سر آفتاب
تجھ حسن کی اگن کا ہے یک شرار آفتاب
دیکھا جو تجھ کوں آپ سوں روشن جگت منیں
شرموں لیا نقاب زریں مکھ پر آفتاب

○

ترے مکھ پہ اے نازنیں یو نقاب ۔۔۔ جھلکتا ہے جیوں مطلع آفتاب
ادا فہم کے دل کی تسخیر کوں ۔۔۔ ترا قد ہے جیوں مصرع انتخاب
ترے عکس پڑنے سوں اے گل بدن ۔۔۔ عجب نئیں اگر آب ہووے گلاب
ترے وصل میں اس قدر ہے نشاط ۔۔۔ کہ مخمل کوں آتے ہے راحت سوں خواب

کہیں بخت میرے اگر ٹک مدد
ولی اس سجن سوں ملوں بے حجاب

○

جاتا ہے دن تمام اسی مکھ کی یاد میں
ہوتا ہے فکر زلف میں احوال شب عجب

○

مجھے اسباب خود بینی سوں دائم عکس ہے دل میں
کیا جو ترک زینت کوں اسے درپن سوں کیا مطلب
سخن صاحب سخن کے سُن کے لینے کی ہوس مت کر
جواہر جب ہوئے حاصل تو پھر معدن سوں کیا مطلب
ولی جنت منیں رہنا نہیں درکار عاشق کوں
جو طالب لامکاں کا ہے اسے مسکن سوں کیا مطلب

○

ہوا تجھ غم سوں جاری شوق کا طومار ہر جانب
ہوا ہے گرم تیرے عشق کا بازار ہر جانب
تماشا دیکھ اے لیلیٰ کہ تیرے غم کی گردش میں
بگولے کی نمط پھرتا ہے مجنوں خوار ہر جانب
برہ میں دیکھ کر فرہاد پر شیریں کو سنگیں دل
اسی فریاد میں ہے رات دن کہسار ہر جانب

زباں حال سوں مجھ کوں کہا نرگس نے سمجھا کر
کہ اُس انکھیاں کے ہر گلشن میں ہیں بیمار ہر جانب

ہُوا ہے مست اس کے جام لب سوں باغ میں لالہ
کہ جس کے مکھ کے جلوے سوں کھلا گل زار ہر جانب

تفحص کر کے دیکھا میں ہر اک کے مدرسے میں جا
اسی کے حسن کے مطلب کا ہے تکرار ہر جانب

ہر اک لبریز ہے خم تجھ محبت کے اثر سیتی
ہر اک ساغر نرگسی نیناں سوں ہے سرشار ہر جانب

ولی تجھ طبع کے گلشن میں جو کئی سیر کرتے ہیں
وو تحفہ کر لجاتے ہیں گل اشعار ہر جانب

○

ردیف ت

تجھ ناز ہور ادا سوں مری یہ ہے عرض غرض
یا عین التفات ہو یا حکم التفات

اُس وقت مجھ کوں عیش دو عالم ملے ولی
جس وقت بے حجاب کرو دل پیو سنگات بات

○

سبز چہرے نے ترے اے سبز بخت   زہر قاتل ہو گیا جیوں لخت لخت

مجھ دل مجروح کے حق میں سجن مت ہو جیوں الماس ہرگز سینہ سخت
حسن کے کشور کا توں ہے بادشاہ ہے تجھے نازو ادا کا تاج و تخت
کر ولی پر ٹک عنایت کی نظر
سُن مری یو بات اے فرخندہ بخت

○

سجن ہے بس کہ تیرے حسن عالمگیر کی شہرت
سکندر کوں ہوئی حاصل مثال آرسی حیرت
نہ ہووے مرگ کی تلخی سوں ہرگز آشنا جگ میں
تری شیریں زبانی کا ملے عاشق کوں گر شربت
تری انکھیاں کی گردش نے کیا ساغر کو سرگرداں
تری زلفاں کے حلقے نے کیا گرداب کوں حیرت
جگت کے دلربایاں کا ہوا تجھ میں ظہور آ کر
زلف ہے کشن، رخ بدری ولب مصری سخن امرت
نہ ڈھونڈو شہر میں فرہاد و مجنوں کا ٹھکانا تم
کہ ہے عشاق کا مسکن کبھو صحرا کبھو پربت
ولی کوں اے سجن گا ہے عطا کر بھیک درشن کی
دیا ہے لطف سوں تجھ کوں خدا نے حسن کی دولت

○

سینے میں ہے تجھ ابروے پیوست کی نشست
جیوں تیر دل میں ہے نگہ مست کی نشست

تیرے دو نین دل میں مرے فتنہ خیز ہیں
مشکل ہے ایک ٹھار دو بدمست کی نشست

○

بچے گا کب تلک اے طائرِ دل رونۂ وحشت سوں
نگہ کا دام لے آتا ہے وو صیاد ہر ساعت

اپس کی چشم مے گوں سوں دکھا کر گردش ساغر
صنم کرتا ہے میرے ہوش کو برباد ہر ساعت

ترا خط خوف میں ہے ہاتھ سوں مقراض کے دایم
کہ جیوں رکھتا ہے کودک دہشت استاد ہر ساعت

ولی مجھ دل میں بستا ہے خیال اُس سرو قامت کا
کہ جس کے شوق سوں جنبش میں ہے شمشاد ہر ساعت

○

لب تیرے پر کہ روح کا ہے قوت | کاتب نازنے لکھا ہے سکوت
نشہ بخشی میں مے سوں بہتر ہے | تجھ لباں کی مفرح یاقوت
اُس کے دیکھے سوں کیوں رہے طاقت | جس کی باتاں سوں دل ہوا مبہوت

اے ولی سبزۂ لب دلبر
خوشنمائی میں ہیں خط یاقوت

بجا ہے گر شہید سرو قد کوں
بنادیں چوب سوں طوبیٰ کے تابوت
دسے شوخی سوں تجھ انکھیاں کی یو دھج
کہ جیوں برچھی پکڑ نکلا ہے رجپوت

○

ہر درد پہ کر صبر ولی عشق کی رہ میں
عاشق کو نہ لازم ہے کرے دکھ کی شکایت

○

خوباں کی ہر ادا سوں ہے نازک ادائے بیت
معنی ستی بنا ہے نقاب حیائے بیت
معنی کی صورت اس منیں ہوتی ہے جلوہ گر
روشن ہے آرسی سوں رخ باصفائے بیت

○

ردیف ث

ملتا نہیں ہے مجھ سوں وہ دلدار الغیاث
اُس بے وفا کے جور سوں صد بار الغیاث
تیری نین کوں دیکھ کے گلشن میں گل بدن
نرگس ہوا ہے شوق سوں بیمار الغیاث

بازار میں جہاں کے نہیں کوئی اُسے وَلیؔ
تیرے سخن کا آج خریدار الغیاث

شوخ ترکش دل رباہے الغیاث دشمن مہر و وفا ہے الغیاث
ہر نگاہ یار، خوش انداز ناز دل پہ میرے بے خطا ہے الغیاث

شوخ میرا بے میاہے الغیاث صاحب جور و جفا ہے الغیاث
پائمال قاتل رنگیں ادا خون عاشق جیوں حنا ہے الغیاث
بلبل باغ وفا ہوں میں وَلیؔ
گل سراپا بے وفا ہے الغیاث

اے بلبل زباں تو نہ کر اختیار بحث
ہے باغ دہر میں گل آتش بہار بحث
نئیں عالم شہود میں حجت کوں راہ دخل
حیران عشق کوں نہ کرے بے قرار بحث

ردیف ج

ہے جلوہ گر صنم میں بہار عتاب آج
لینا ہے اُس کے ناز و ادا کا حساب آج

کیا ناز و کیا غمزہ ہے اُس نوبہار میں
دیتا نہیں سلام کا میرے جواب آج

کیا بے خبر ہوا ہے معلم صنم کوں دیکھ
مکتب میں اُس کے بھول گیا ہے کتاب آج

بے شک کرے گا خاطرِ عشاق باغ باغ
آیا ہے التفات پہ وہ نوبہار آج

اطرافِ آسماں کے ہجومِ شفق نہیں
تجھ رنگ نے ہوا کوں کیا لالہ زار آج

نکلا ہے بے حجاب ہو بازار کی طرف
ہر بوالہوس کی گرم ہوئی ہے دکان آج

البتہ گل پیادہ ہو دوڑیں رکاب میں
اُس نوبہارِ حسن کی دیکھیں ہو شان آج

اے عقلِ موشگاف تامل سوں کر نظر
آتا ہے کس اداسوں وو نازک میان آج

میرے سخن کوں گلشنِ معنی کا بوجھ گل
عاشق ہوئے ہیں بلبلِ رنگیں بیان آج

تجارِ حُسن پاس ہیں دو لعل بے بہا
اس جنس آبدار کا لیتا ہے دان آج

○

ردیف ح

برنگ صافی دل کیوں نہ ہو صفائے قدح
کہ دست آئینہ رو ہے مدام جائے قدح

زہے طرب کہ ہوا بزم عیش میں دم سانہ
صنم کے لعل سوں یاقوت بے بہائے قدح

کیا ہے ساقی عشرت بہار الفت سوں
حنائے پنجۂ رنگیں نگار پائے قدح

اگر اشارت ابرو کرے وو ماہ تمام
ہلال بزم میں ہو چرخ زن بجائے قدح

سدا ہے اس خم نیلی سوں جوش زن یہ بات
کہ نقد ہوش فلاطوں ہے وو نمائے قدح

ہوا ہے قلقل مینا سوں مجھ اُپر ظاہر
کہ مے پرست کے سینے میں ہے ثنائے قدح

ہوا ہے صبح کے مانند آفتاب ضمیر
عیاں ہے جس کے اُپر جلوۂ ضیائے قدح

ولی ہے مست قدح ِ انحصارِ وحدت کا
نہ حاجت اس کوں صراحی نہ ابتغائے قدح
ولیؔ کے دل ستی اے شوخ احتراز نہ کر
ہمیشہ انجمن گل رخاں ہے جائے قدح

○

ردیف خ

سجن کی دیکھ کے میں چشم سرخ خواب آلود
اپس انکھاں کوں کیا خواب گاہ مخمل سُرخ
کیا ہے دفع میرے دردِ سر کوں رونے نے
ہوا ہے حق میں مرے خون دیدہ صندلِ سُرخ
شفق نہ بوجھ کہ مجھ آہ آتشیں نے ولیؔ
فلک کوں جا کے کیا ہے برنگ منقل سرخ

○

ردیف د

ہمیشہ ہے بہار سرو آزاد
نہ جاوے دولت حسن خداداد
ترے رخ سوں کہ دائم بے خزاں ہے
ہوا ہے زیب در گل زار ایجاد
ہوا مانند مجنوں مو پریشاں
ترا قد دیکھ کر گلشن میں شمشاد
وفا کوں ترک مت کر ہرگز اے دل
محبت ہے وفا بن سُست بنیاد

○

تجھ گل بدن پہ جگ کے ہوئے گل عذار بند
گلشن میں تجھ بہار کے ہے تو بہار بند

گل زار میں اٹک کے چلے گر تو یک قدم
مانند آب آئینہ ہو جو شبار بند

بیمار گر نہیں یہ تیری چشم غمزہ زن
کیوں ہاتھ میں لیے ہیں نگہ کا عصا بلند
ہیں عاشقاں کی فوج کا سردار ہوں ولی
مجھ آہ کا ہوا ہے علم تا سما بلند

ترے خیال میں اے بحر حسن دیدۂ تر
ہوئے ہیں آب سراپا حباب کے مانند
کیا ہے طرز تغافل نے شوخ کے جگ میں
ہر ایک چشم کوں تسخیر خواب کے مانند
نہ کر سوال مرے درد کی حکایت کا
کہ مجھ زباں پہ ہے حاضر جواب کے مانند
نہ بھول گرم نگاہی پہ شوخ چشماں کی
محبت ان کی ہے دھوکا سراب کے مانند
گر آبرو کی ہے خواہش کسی کی نعمت پہ
نہ کھول حرص کے دیدے کو قاب کے مانند

عالم میں جس کے سر پہ گل دستۂ ادب ہے
دو کیوں کہے چمن کوں تیری گلی کے مانند

گر آرزو ہے تجھ کوں مقصد کے گل کا کھلنا
ٹک بند کر زباں کوں کلی میں کلی کے مانند

مشتاق تجھ درس کا اے شمع بزم خوبی
دیکھا نہیں ہے دو جا ہرگز ولیؔ کے مانند

○

سخن شناس کے نزدیک نئیں ہے کم زبزید
کسی کے مطلب رنگیں کوں جو کیا ہے شہید

○

ردیف ذ

اے شکر لب قند سوں تجھ لب کی ہیں باتاں لذیذ
حرف تیز اس کے ہیں جیسے حلوۂ سوہاں لذیذ

دل کوں فرحت بخش ہے دائم تجہ سے غم کا ہجوم
صاحب ہمت کوں نت ہے کثرت مہماں لذیذ

لذت معنی نہیں کچھ لذت صورت سوں کم
حرف بامعنی ہے جیسے بوسۂ خوباں لذیذ

اے ولیؔ ترک علائق دل کوں لذت بخش ہے
جیوں ہے دنیادار کوں فکر سرو ساماں لذیذ

○

ردیف ر

گر چمن میں چلے وہ رشک بہار گل کریں نقد آب و رنگ نثار
بلبلاں ہر طرف سوں اٹھ دوڑیں دیکھنے کوں اُسے ہزار ہزار
حق نے تیری انکھاں کو بخشا ہے مئے وحشت سوں ساغر سرشار
تجھ درس کے خیال میں دائم مثل نیساں ہے چشم گوہربار
اے ولیؔ اس سوں حرف ہوش نہ پوچھ
جو ہوا مست جلوۂ دیدار

○

بوعلی سینا اگر دیکھے اسے قاعدے حکمت کے سب جائے بسر
سات پردوں میں رکھیں اس کوں چھپا آوے گر انکھیاں میں وہ نور نظر

○

انکھیاں ہیں یہ خوبان جہاں کی کہ لگی ہیں
بوٹی نہیں نرگس کی صنم تیری قبا پر

○

سجن تجھ گل بدن کا آج نہیں ثانی چمن بھیتر
غلط بولا چمن کیا بلکہ جناتِ عدن بھیتر
پڑی ہے دل میں پروانے کے تیرے عشق کی آتش
ہوئی ہے شمع تیرے مکھ سوں روشن انجمن بھیتر
تو وو گل پیرہن ہے مصر میں خوبی کے اے موہن
کہ لاکھاں دل کے یوسف ہیں ترے چاہ ذقن بھیتر
یہ مکھ کی شمع سوں روشن ہے ہفت اقلیم کی مجلس
ولی پروانگی کرتا ترے ملک دکھن بھیتر

○

ہے جدائی میں زندگی مشکل آ جدائی نہ کر خدا سوں ڈر

○

اگر گلزار میں بیٹھے وو سرو نازنیں آکر
کرے نظارگی اس کی سو فردوس بریں آکر
اگر ہووے صنم خانے پہ اس بت کا گذر یک دنگ
تصدق اس پہ ہوویں سب نگارستان چیں آکر
عجب نہیں جال میں اس کے اگر اٹکا ولی کا دل
کہ اس کے دام میں لاکھاں پھنسے ہیں اہل دیں آکر

○

میں تجھے آیا ہوں ایماں بوجھ کر باعث جمعیت جاں بوجھ کر

بلبل شیراز کوں کہتا ہوں یاد　　حسن کوں تیرے گلستاں بوجھ کر
اے سجن آیا ہوں ہو بے اختیار　　تجھ کوں اپنا راحت جاں بوجھ کر
رحم کر اُس پر کہ آیا ہے ولی
درد دل کا تجھ کوں درماں بوجھ کر

○

اے باد صبا باغ میں موہن کے گذر کر
مجھ داغ کی اس لالۂ خونیں کوں خبر کر
کیا درد کسی کوں کہ کہے درد مرا جا
اے آہ مرے درد کی توں جا کے خبر کر

○

عالم میں ہے وو تیر ملامت کا نشانہ
جس دل میں ترے غم کا گیا تیر گذر کر

○

شوخ نکلا جب قدم کوں تیز کر　　ناز کے شبدیز کوں مہمیز کر
یک بہ یک آیا ادا سوں مجھ طرف　　ہر پلک کوں دشنۂ خوں ریز کر
میں کیا یوں عرض از روے نیاز　　مہربانی اس کی دست آویز کر
کہہ اپس کی نرگس بیمار کوں　　عاشقاں کے خون سوں پرہیز کر
اے ولی آتا ہے وو مقصود دل
خانۂ دل خوں سوں رنگ آمیز کر

صنعت کے مصور نے صباحت کے صفحے پر
تصویر بنایا ہے تری نور کوں حل کر
اے جان ولی لطف سوں آ بر میں مرے آج
مجھ عاشق بے کل ستی مت وعدۂ کل کر

○

دل مرا ہے وو آتشیں پیکر　　راکھ ہو گئے ہیں جس کوں دیکھ شرر
کیا کہوں نبض دل کی بے تابی　　قوت جس کا ہے آتشیں نشتر
عشق بازاں میں اس کوں راحت ہے　　جس کوں المماس کا ملا بستر
اُن نے پایا ہے منزل مقصود　　عشق جس کا ہے ہادی و رہبر
ترک لذت کی جس کوں ہے لذت　　شکر اس کوں ہے زہر شکر
بزم دلبر میں اے ولی جا تو
شوق کا آج ہاتھ لے ساغر

○

جو آیا مست ساقی جام لیکر　　گیا یک بارگی آرام لیکر
نہ جانوں خط ترا کس بے خطا پر　　چلا ہے آج فوج شام لیکر
تری ساقی گری کوں لالۂ باغ　　کھڑا ہے منتظر ہو جام لیکر
ولی تیرے لباں سوں اے تنک طبع
چلا ہے لذتِ دشنام لیکر

○

عجب نہیں جو کرے دل میں شیخ کے تاثیر
اگر مقدمۂ عشق کوں کروں تحریر

جنونِ عشق ہوا اس قدر زمیں کوں محیط
کہ پارساکوں ہوئی موج بوریا زنجیر

زبانِ قال نہیں طفلِ اشک کوں لیکن
زبانِ حال سوں کرتے ہیں عشق کی تقریر

○

ردیف ز

لباس اپنا کیا وو گل بدن سبز
ہوا سرتا قدم مثلِ چمن سبز

اگر اس دھج سوں آوے انجمن میں
تو ہو دیں بخت اہلِ انجمن سبز

فصاحت کیا کہوں اس خوش دہن کی
کسی کا داں نہیں ہوتا سخن سبز

○

نہ مل ہر بلبلِ مشتاق سوں اے گل بدن ہرگز
ہر اک گلشن میں جیوں نرگس نہ کھول اپنے نین ہرگز

حقیقت کے لغت کا ترجمہ عشقِ مجازی ہے
وو پائے شرح میں مطلب نہ بوجھے جو متن ہرگز

○

پرہی رخاں کی جھلک کا کیا ہوں لبکہ خیال
برنگ برق مرا دل ہے بے قرار ہنوز
ولی جہاں کے گلستاں میں ہر طرف ہے خزاں
ولے بحال ہے وو سرو گل عذار ہنوز

ہوں گرچہ خاکسار ولے از رہ ادب
دامن کوں تیرے ہاتھ لگایا نہیں ہنوز
زاہد اگرچہ فہم میں ہے بو علیؔ وقت
میرے سخن کے رمز کوں پایا نہیں ہنوز
رکیلے

تو ہے رشک ماہ کنعانی ہنوز — تجھ کوں ہے خوباں میں سُلطانی ہنوز
ہر جھلک دیتی ہے تجھ رخسار کی — آرسی کوں درس حیرانی ہنوز
حلقہ زن ہے تجھ دھن کی یاد میں — خاتم دست سلیمانی ہنوز
روز اول سوں چمن میں حسن کے — نہیں ہوا پیدا ترا ثانی ہنوز
جان جاتی ہے، ولے آتا نہیں — کیا سبب وو دلبر جانی ہنوز
اے ولیؔ اس گل بدن کے عشق میں
شغل بلبل ہے غزل خوانی ہنوز

داغ سوں دل قرص زر اندود رکھتا ہے ہنوز
مثل سورج آتش بے دود رکھتا ہے ہنوز
بس کہ گایا ہوں سرود عشق تیری یاد میں
دل یہ میرا لحجۂ داؤد رکھتا ہے ہنوز

○ کل

ردیف س

جب سوں وو گل بدن ہے میرے پاس — گلشن دل تمام ہے خوش باس
کیوں چھپاتی ہو اپنے سینے کوں — دل میں آتا ہے کچھ کا کچھ وسواس
تشنۂ آبِ زندگانی ہوں — بوسہ دے کر بجھا تو میری پیاس
اے ولیؔ رات دن ہے دل میں مرے
اُس پری رو کے دیکھنے کی آس

○

جب لگ ہے چمن بیچ بہار گل و نرگس
ہے باغ سخن بیچ بہار گل و نرگس
وحدت کے گلستاں کا چمن حسن ہے تیرا
پھولا ہے چمن بیچ بہار گل و نرگس

○

شوخ آتا نہیں ہزار افسوس — مکھ دکھاتا نہیں ہزار افسوس

مطرب نغمہ ساز محفل عشق   تان گاتا نہیں ہزار افسوس
بزمِ عشرت میں جام لب سیں پیا   مے پلاتا نہیں ہزار افسوس

○

ردیف ش

نہیں خط گرد لعل شوخ مے نوش   ہوا ہے چشمۂ خورشید خس پوش
ہوا ہے جلوہ گر تجھ حسن کا نور   چراغ محفل خوبی ہے خاموش

○

عشق کے ہاتھ سوں ہوئے دل ریش   جگ میں کیا بادشاہ کیا درویش
اسے ولی اس کا زہر کیوں اُترے
جن نے کھایا ہے عاشقی کا نیش

○

ردیف ص

جب ملک چال سجن کی مجھے یاد آتی ہے
دل مرا رقص میں آتا ہے مثال رقاص

○

مہر اوج حسن کی جھلکار کا ہوں میں حریص
جلوۂ رخسارۂ دلدار کا ہوں میں حریص

ذوق دل کو کیونکہ لذت بخش ہووے شہد وشکر
بوسۂ شیریں لعل یار کا ہوں میں حریص
ہے حلاوت بخشِ ذوقِ دل ترا شیریں بچن
اس سبب تیرے ولی اشعار کا ہوں میں حریص

○

خود بخود دل نہیں ہؤا ہے حریص — بوسۂ یار نے کیا ہے حریص
مہ نے کاسہ لیا گدائی کا — جب ستی مہر کا ہؤا ہے حریص
خنجرِ نازِ قاتلِ خوں خوار — قتل عاشق اُپر سدا ہے حریص
کیوں نہ دوں نقد دل میں اپنا ولی
نگہ چشم دل ربا ہے حریص

○

ردیف ض

بن مرہم وصال نہ ہووے اسے شفا
جو تجھ نگہ کے تیر سوں ہے دل فگار محض
گاہے ولی کے حال پہ چشم کرم سوں دیکھ
مدت سوں تجھ گلی میں ہے امیدوار محض

○

آزاد کوں جہان میں تعلق ہے جال محض
دل باندھنا کسی سوں ہے دل پر وبال محض

غنچے کے سر کوں دیکھ گریباں میں عندلیب
بولی ظہورِ خلق یو ہے انفعال محض

بادِ خزاں سوں رمز یہ سمجھا کہ جگ منیں
آتی ہے باغ عیش سوں یوٹے ملال محض

یو بات عارفاں کی سنو دل سوں سالکاں
دنیا کی زندگی ہے یو وہم و خیال محض

بن خامشی وَلیؔ نہ ملے گوہر مراد
حیرت کے باج اور ہے سب قیل و قال محض

○

مدت ستی اے گل بدن چھوڑا چمن کی سیر کوں
مشتاق ہوں تجھ درس کا مجکوں چمن سوں کیا غرض

○

ردیف ط

گل نارِ حسن یار میں ہے سبزہ زار خط
لازم ہے بلبلوں کوں جو دیکھیں بہار خط

عنبر صفت ہمیشہ معطر دماغ ہے
دیکھا جو موج بحر خط مشکبار خط

○

ردیف ظ

اگر چمن میں نہیں باس میرے پیتم کی
تو میرے دل کوں ز گل گشت لالہ زار چہ حظ

○

ردیف ع

اس مکاں سے تو بھاگ اے دانا — جس مکاں میں ہوئے ہیں ناداں جمع
عشق کے رمز سوں نہیں آگاہ — کیا ہوا توں کیا کتاباں جمع

○

ردیف غ

دل تجھ نگاہ گرم سوں سوزاں ہے جیوں چراغ
اس سوز شعلہ خیز سوں خنداں ہے جیوں چراغ
وو آب و تاب حسن میں تیرے ہے اے سجن
خورشید جس کوں دیکھ کے لرزاں ہے جیوں چراغ

مسند پہ عافیت کی وو ہے بادشاہ وقت
جس دل کی انجمن منیں ایماں ہے جیوں چراغ

○

ردیف ف

پڑی جب نظر چشم دلبر طرف — ہوا ہوش یک بارگی بر طرف
اگر آبرو تجھ کوں درکار ہے — نہ جا خوبرویاں کے کشور طرف
زبس تجھ ملاحت کا مشتاق ہوں — پڑا شور مجھ عشق کا ہر طرف

ولی کوں نہیں مال کی آرزو
خدا دوست نئیں دیکھتے زر طرف

○

نہ کر سکوں ترے یک تار زلف کی تعریف
کروں ہزار کتب تجھ ثنا میں گر تصنیف

○

ردیف ق

چڑھی دیکھی جو تجھ بھوں کی کماں قرباں ہوئے عاشق
نشان ناوک مژگاں خوں افشاں ہوئے عاشق

خیال سرو بالا ہے گل گل زار خوبی سوں
چمن آسا بہار آراستے باغ جاں ہوئے عاشق

○

اے ولی آرزو سدا ہے یہی
کہ ملے مجھ سوں وو رفیق شفیق

○

ردیف ک

دیکھ تجھ میں جمال حق کا ظہور   ہیں دعاگو فلک پہ سارے ملک

○

ردیف ل

جب کہ ابرو کی تو کماں کھینچی   تیر مژگاں نے تب سنبھلے بھال

○

مفلساں کوں عاقبت کے گھر میں نئیں درکار زر
حق کی بخشش سوں انھوں کوں بس ہے نیک اعمال مال

○

لب پہ دلبر کے جلوہ گر ہے جو خال   حوض کوثر پہ جیوں کھڑا ہے بلال

○

شمع بزم وفا ہے امرت لال　　سرو باغ ادا ہے امرت لال
خوش لباسی کی کیا کہوں تعریف　　وضع میں میرزا ہے امرت لال
لعل تیرے بھرے ہیں امرت سوں　　نام تیرا بجا ہے امرت لال
اے ولیؔ کیا کہوں بیاں اس کا
لطف میں دل ربا ہے امرت لال

○

یہ جا ہے ان کے دل کوں کہوں گلشن بہار
آتا ہے جس کے دل میں خیالِ گوبند لال
کہ اس دعا کوں وردِ زبان اے ولیؔ مدام
لطف خدا ہو شامل حال گوبند لال

○

فیض نسیم مہر و وفا سوں جہان میں
گل زار تجھ بہار کا ہے اب تلک بحال
کھویا ہے گل رخاں نے رعونت سوں آب و رنگ
گردن کشی ہے شمع کی گردن اُپر وبال

مجھے یک گھڑی تجھ بن چین نئیں
ترے بن ہے ہر آن مہینے پہ سال

○

طمع مال کی سر بسر عیب ہے
خیالات گنج جہاں سر سوں تال
ولی شعر میرا سراسر ہے درد
خط و خال کی بات ہے خال خال

○

اے بے خبر اگر ہے بزرگی کی آرزو
دنیا کی رہ گذر میں بزرگاں کی چال چل

○

مجھ پہ نظر کر، نہ کر بات رقیباں سیتی
بیت مری سُن، نہ سن دوسرے کی جا غزل

○

غبار خاطر غم ناک سوں مجھ پر ہوا ظاہر
کہ غیر از درد دوجا نہیں ہے بار کاروان دل
ہوئی ہے بند تب سوں راہ اظہار شکایت کی
خیال خال خوباں جب سوں ہے مہر دہان دل
میان سینہ چاکاں اے ولی کیوں کر سنے ہر یک
کہ بوئے گل سوں نازک تر ہے آہنگ زبان دل

○

پیتم کے جمال پر لگا دل   اب زندگی جھ پہ ہوئی ہے مشکل

تجھ نین میں اس قدر ہے سختی گویا کہ رکھے ہیں دل اوپر سل
صیاد بجائے دانہ و دام کیتا ہے درست زلف اور تل

دسے تجھ حسن کے دریا پہ جیوں موج اگر رخسار پر چھوٹے یو کاکل
کیا اس دور میں اے جلوہ بدمست تری انکھیاں نے کار نشہ مل

ولی تیری گلی کوں دیکھ بو لیا
یہی ہے ہند اور کشمیر و کابل

تجھ مکھ اُپر ہے رنگ شراب ایاغ گل تیری زلف ہے حلقۂ دود چراغ گل
معشوق کوں ضرر نہیں عاشق کی آہ سوں بجھتا نہیں ہے باد صبا سوں چراغ گل
رہتا ہے دل پیا کے قفس میں رات دن ہے کار عندلیب ہمیشہ سراغ گل
عاشق مدام حال پریشاں سوں شاد ہے آشفتگی کے بیچ ہے دائم فراغ گل
تجھ داغ سوں ہوا ہے چمن زار دل مرا اے شوخ آکے دیکھ تماشائے باغ گل
یوں تجھ سخن میں نشۂ معنی ہے اے ولی
جیوں رنگ و بو کی مے سوں ہے لبریز ایاغ گل

اے غنچہ دہاں نام ترا جب سوں لیا ہوں اس آن سوں خوش باس ہوا ہے دہن گل
مجھ دل پہ ولی دلبر رنگیں کی حقیقت
مخفی نہیں بلبل کے اُپر جیوں سخن گل

جگ کے مصوراں سب تصویر دیکھ تیری
حیرت میں جا پڑے سو لکھنا رہا معطل
ہر جنس کا معما بوجھا گیا ہے لیکن
تجھ راز کا معما جگ میں رہا ہے لاحل

ردیف م

تجھ درس کا کئی برس سوں مشتاق ہوں اے بے وفا
دے شیشۂ لب سوں کدھی یک خیریت انجام جام
گل کر پڑیں گے گل تمن بے شک گلستاں کے بہتر
تجھ گل بدن کے حسن کوں گر رشک کریں گل فام فام
تجھ زلف نے جو دائرے باندھے صفا رخسار پر
دیکھے نہیں اس شان کا کوئی صاحب اسلام لام

○

نازمت کر تجھے ادا کی قسم — بے تکلف ہو مل خدا کی قسم
زلف و رخ ہے ترا جو لیل و نہار — مجھ کوں واللیل والضحیٰ کی قسم

○

خیر خواہاں میں ہوں خدا کی قسم — مان اس صادق آشنا کی قسم
دیکھ اے شوخ تیری بے باکی — خوف میں ہوں سدا رجا کی قسم

○

غم ترا ہے قوت کھاتا ہوں محبت کی قسم
نئیں مجھے دنیا کا غم تجھ غم کی راحت کی قسم

اے گل باغ نزاکت باغ میں امکاں کے
تجھ سا نئیں دیکھا ہوں میں تیری نزاکت کی قسم

اے ولی اس دل ربا کوں کہہ کہ میرے حال پہ
لطف سوں کر یک نگہ تجھ کوں مروت کی قسم

زلف اس کی دو خم سے ہے خم کی قسم — چشم معشوق جم ہے جم کی قسم
دل کوں تجھ باج ہے پریشانی — نین میرے دو یم ہیں یم کی قسم

بیت برجستہ معنیٔ رنگیں — ہے تری چشم عبہری کی قسم
ہے تصور ترا مرے دل میں — رات دن شیشہ و پری کی قسم

اے آفتاب طلعت دل پہ مرے نظر کر
تا یک گھڑی میں آوے تجھ پاس مثل شبنم

ولی کی سوزش دل کی طبیباں کہہ سکیں دارو
ترے رخسار و لب سوں گر ملے گل قند اے ظالم

صنم کے لعل پر وقت تکلم　　رگ یاقوت ہے موج تبسّم
سجھ کہ بات کر اے مرد ناصح　　نصیحت عاشقاں کو ہے تحکّم
ہوئے اشک ولی ازبس کہ جاری
اُٹھا امواج دریا میں تلاطم

جیوں گل شگفتہ رو ہیں سخن کے چمن میں ہم
جیوں شمع سر بلند ہیں ہر انجمن میں ہم
ہم پاس آکے بات نظیری کی مت کہو
رکھتے نہیں نظیر اپس کی سخن میں ہم
دو جگ ہوئے ہیں دل سوں فراموش اے ولی
رکھتے ہیں جب سوں یاد سری جن کی من میں ہم

شراب شوق میں سرشار ہیں ہم　　کبھو بے خود کبھو ہشیار ہیں ہم
دو رنگی سوں تری اے سرو رعنا!　　کبھو راضی، کبھو بےزار ہیں ہم
ترے تسخیر کرنے میں سری جن　　کبھو ناداں، کبھو عیار ہیں ہم
صنم تیرے نین کی آرزو میں　　کبھو سالم، کبھو بیمار ہیں ہم
ولی وصل و جدائی سوں سجن کی
کبھو صحرا، کبھو گلزار ہیں ہم

ردیف ن

زہرہ جبیناں خلق کے آویں برنگ مشتری
گر ناز سوں بازار میں نکلے وو ماہ مہرباں

پڑھنا مطوّل کا کیا اُن نے درس میں مختصر
تیری زباں سوں جو سُنا علم معانی کا بیاں

دل بند ہے غنچہ نمط تیرے دہن کی فکر میں
ہے تجھ لباں کی یاد سوں پر اشک رنگ ارغواں

تیری نگہ کے تیر سوں زخمی ہوا شیر فلک
تیری بھواں کے سہم سوں خم ہے کماں آسماں

اے نو بہار خوش لقا جب سوں ہوا ہے تو جدا
تجھ بن ہے دل کے باغ میں اول سوں آخر تک خزاں

یوں دوستاں کے ہجر سوں داغاں ہیں سینے پر ولیؔ
صحرا کے دامن کے اُپر جیوں نقش پائے رہرواں

○

کیوں نہ ہووے عشق سوں آباد سب ہندوستان
حسن کی دہلی کا صوبہ ہے محمد یار خاں

جس طرف ہو جلوہ گر وہ آفتاب بے نظیر
صبح کے مانند ہووے رنگ رو گل رخاں

کب نظر آوے گا یارب وہ جوان تیر قد
جس کے ابرو کے تصور نے کیا مجھ کوں کماں
اے ولی گر مہرباں ہو وہ چمن آرائے حسن
خاطر نا شاد ہو وے رشک گلزار جناں

○

ساعت شناساں دنگ ہیں عشاق کے احوال سوں
یک یک گھڑی تجھ ہجر کی ہے سال و ماہ عاشقاں
وہ یوسف کنعانِ دل کس کارواں میں ہے ولی
جس کے زنخداں کوں جگت بولے ہیں چاہ عاشقاں

○

ایسا لبا ہے آکر تیرا خیال جیو میں
مشکل ہے جیو سوں تجھ کوں اب امتیاز کرناں
شاید غزل ولی کی لے جا اُسے سُنا دے
اس واسطے بجا ہے مطرب سوں ساز کرناں

○

سجن تجھ انتظاری میں رہیں تس دن کھُلی انکھیاں
مثال شمع تیرے غم میں رو رو بہہ چلی انکھیاں

○

قرار نئیں ہے مرے دل کوں اے سجن تجھ بن
ہوئی ہے دل میں مرے آہ شعلہ زن تجھ بن

چمن کی سیر سوں نفرت ہے اس سبب کہ مجھے
سفید داغ سوں مکمدہ ہے سمن تجھ بن

اے رشک چشمۂ خضر اپنے مکھ کی شمع دکھا
کہ ہے بہ صورت ظلمات انجمن تجھ بن

نہ کر تغافلی اے مصر حسن کے یوسف
مثال دیدۂ یعقوب ہیں نین تجھ بن

ولی کے دل کی حقیقت بیاں کیونکے کرے وو
گرہ ہوا ہے زباں پر مری سخن تجھ بن

○

دل ہوا ہے مرا خراب سخن
دیکھ کر حسن بے حجاب سخن

بزم معنی میں سرخوشی ہے اسے
جس کو ہے نشۂ شراب سخن

راہ مضمون تازہ بند نہیں
تا قیامت کھلا ہے باب سخن

جلوہ پیرا ہو شاہد معنیٰ
جب زباں سوں اُٹھے نقاب سخن

گوہر اس کی نظر میں جا نہ کرے
جن نے دیکھا ہے آب و تاب سخن

ہرزہ گویاں کی بات کیونکے سنے
جو سُنا نغمۂ رباب سخن

ہے تری بات اے نزاکت فہم
لوح دیباچۂ کتاب سخن

لفظ رنگیں ہے مطلع رنگیں
نور معنی ہے آفتاب سخن

عرفی و انوری و خاقانی مجکوں دیتے ہیں سب حساب سخن
اے ولیؔ درد سر کبھو نہ رہے
جب ملے صندل و گلاب سخن

○

تری انکھاں کے نشے سوں مدام گلشن میں
نین میں نرگس شہلا کے ہے خمار سجن
صبح پہ وعدہ نہ کر آج مجھ کوں دے دیدار
ترے بچن کا نہیں مجھ کوں اعتبار سجن

○

مجھ کوں ہے دارالامن پیو کا نقش چرن
پیو کا نقش چرن مجھ کوں ہے دارالامن
پیو کا شیریں بچن مجکوں ہے آب حیات
مجکوں ہے آب حیات پیو کا شیریں بچن
مجھ سوں گیا ماہ من دیکھ کے تیرے نین
دیکھ کے تیرے نین مجھ سوں گیا ماہ من
تجھ سوں لگی ہے لگن اے گل باغ حیا
اے گل باغ حیا تجھ سوں لگی ہے لگن

○

یو خط کوں دود نمن دیکھ کہ ہوا معلوم
کہ گرم پھر کے ہوا روزگار آتش حسن

وو شمع بزم ادا بر میں کہ لباس زری
ہے آفتاب نمن شعلہ زار آتش حسن

نہیں ہے کسوت زر شعلہ قد کے قد اوپر
یہ ہر طرف سوں اُٹھے ہیں شرار آتش حسن

○

گریۂ عشاق سوں خنداں ہے باغ بزم حسن
مغز پروانہ سوں روشن ہے چراغ بزم حسن

کیوں نہ ہووے عاشقاں کوں نشۂ دیوانگی
گردش چشم پری سوں ہے ایاغ بزم حسن

○

دریا پہ جا کے موج رواں پہ نظر نہ کر
انجھواں کی میرے آکے روانی کوں دیکھ توں

○

ہے بس کہ تری نین میں کیفیت مستی
یک دید میں کو نین کوں بے ہوش کرے توں

اے جانِ ولی وعدۂ دیدار کوں اپنے
ڈرتا ہوں مبادا کہ فراموش کرے توں

یک بارگی ہو ظاہر بے تابیٔ مشتاقاں،
جس وقت کہ غمزے سوں چھاتی کوں چھپاوے توں

گویا کہ شفق پیچھے خورشید ہوا ظاہر
جب اوڈھ میں پردے کے چہرے کوں دکھاوے توں

یک تان سنانے میں جی تان لیا سب کا
اب دل سوں بکیں سارے گر بھاؤ بتاوے توں

توبا ہے ریائی سوں شاید کہ کرے توبہ
اس وقت ولی کوں گر بھر جام پلاوے توں

○

خوبیٔ اعجاز حسنِ یار اگر انشا کروں
بے تکلف صفحۂ کاغذ ید بیضا کروں

جیوں نسیم اب لگ سبک روحی مجھے حاصل نہیں
کس طرح اس غنچۂ بند قبا کوں وا کروں

کیا کہوں تجھ قد کی خوبی سرو عریاں کے حضور
خود بخود رسوا ہے اس کوں پھر کے کیا رسوا کروں

سنگ دل کے دل پہ ہووے نقش جیوں نقش نگیں
آہ کا لے کر قلم جب درد کوں انشا کروں

آرزو دل میں یہی ہے وقت مرنے کے ولی
سرو قد کوں دیکھ سیر عالم بالا کروں

میرے طرف سوں جا کے کہو اس حبیب سوں
گر مجھ کوں چاہتا ہے تو مت مل رقیب سوں

○

تجھ مکھ کی جھلک دیکھ گئی جوت چندر سوں
تجھ مکھ پہ عرق دیکھ گئی آب گہر سوں
شرمندہ ہو تجھ مکھ کے دکھے بعد سکندر
بالفرض بنا دے اگر آئینہ قمر سوں
تجھ زلف میں جو دل کہ گیا اس کوں خلاصی
نئیں صبح قیامت تلک اس شب کے سفر سوں

○

پہنچی ہے مری فکر بلندی سوں فلک پر
تجھ قد کی جو تعریف کیا اس کے اثر سوں
ہے بس کہ ترے رنگ میں صافی و لطافت
لکھتا ہوں ترے وصف کوں میں آب گہر سوں
تجھ ہجر میں دامان و گریبان و رومالاں
شاکی ہیں ہر اک رات مرے دیدۂ تر سوں
پڑھتے ہیں ولی شعر ترا عرش پہ قدسی
باہر ہے تری فکر رسا حد بشر سوں

○

بے حقیقت گرم جوشی دل میں نئیں کرتی اثر
شمع روشن کیونکے ہووے شعلۂ تصویر سوں

جگت میں آئے خورشید گرد وہ چرخ زن ہے ذرّہ وار
جن نے دل باندھا ہے تیرے حسن عالمگیر سوں

جگ میں نئیں اہل ہنر اپنے ہنر سوں بہرہ یاب
کوہکن کوں فیض کب پہنچا ہے جوئے شیر سوں

اے ولیؔ پی کا دہن ہے غنچۂ گلزارِ حسن
بوئے گل آتی ہے اس کی شوخیٔ تقریر سوں

○

اے آفتاب طلعت مانند مہ ولیؔ کا
روشن ہوا ہے سینہ تجھ حسن کی جھلک سوں

○

ہوا ہے دنگ بنگالہ تری نرگس کے جادو سوں
معطر ہے سواد ہند تیری زلف کی بُو سوں

قسم تیرے تغافل کی کہ نرگس کی قلم لے کر
تری انکھیاں کے جادو کوں لکھا ہوں خونِ آہو سوں

کیا ہے مصرعہ برجستۂ قوس قزح موزوں
فلک مضمون رنگین لے گیا تجھ بیت ابرو سوں

مجھے گلشن طرف جانا بجا ہے اے مہ انور
کہ میں پاتا ہوں تجھ زلفاں کی بو ہر رات شبو سوں
ولی ہر شعر سوں میرے نزاکت جلوہ پیرا ہے
بجا ہے گر لکھوں اس مو کمر کوں خامہ مو سوں

○

بزم ادا و ناز کوں وہ شوخ نازنیں
خوش بو کیا ہے عنبر موج نگاہ سوں
حاجت نہیں چراغ کی تجھ گھر میں اے ولی
روشن ہے بزم عشق تری شمع آہ سوں

○

رکھتا ہے عاشقاں سوں بازار حسن گرمی
ہر چیز کی جہاں میں ہے قدر مشتری سوں
عاشق سوں جا کے پوچھو معشوق کی حقیقت
مخفی نہیں ہے خوبی جوہر کی جوہری سوں

○

اے پستہ لب ترے لب ہیں کان سب نمک کے
کر بہرہ مند مجکوں اس کی نمک چشی سوں
دنیا کے غل و غش سوں فارغ رہوں ولی میں
یک جام گر ہے مجھ صہبائے بے غشی سوں

شبِ غم روزِ عشرت سوں بدل ہووے اگر دیکھے
تری جانب وو مہر ذرہ پرور مہربانی سوں

نزک جاناں کے گر تحفہ لیجانا ہے تو اے ناداں
لیجا گل دستۂ اعمال باغ زندگانی سوں

نہیں ہے سیر یک ساعت اگر ملک جوانی میں
کہو کیا خضر کوں حاصل ہے عمر جاودانی سوں

الپس کے سر پہ مارا کوہ کن نے تیشۂ غیرت
ہوا جب خسروِ عالم ولی شیریں زبانی سوں

○

میری طرف سوں جا کہو اس ماہ عالم تاب کوں
یک رات فرش خواب کر مجھ دیدۂ کم خواب کوں

صافی دلاں کن بیٹھنا ہے کسب عزت کا سبب
دریا کا ہو کر ہم نشیں پہنچا ہے موتی آب کوں

تجھ یاد میں انجھواں ستی لبریز ہیں چشم ولی
یک بار دیکھ اے سبز خط اس چشمۂ سیراب سوں

○

اشک ریزاں مثل انجم صبح محشر لگ رہا
جن نے دیکھا یک نظر اس ماہ عالم تاب کوں

○

خدایا ملا صاحب درد کوں کہ میرا کہے درد بے درد کوں
کرے غم سوں صد برگ صد پارۂ دل دکھاؤ اگر چہرۂ زرد کوں
ہٹا بوالہوس تجھ بھواں دیکھ کر کہاں تاب شمشیر نامرد کوں
اگر جل میں جل کر کنول خاک ہو نہ پہنچے ترے پاتوں کی گرد کوں
لکھا تجھ دھن کی صفت میں ولی
ہر ایک فرد میں جوہر فرد کوں

○

لے سرگروہ سرکشاں لایا ہے نساج فلک
خط شعاعی سوں بنا تجھ چیرۂ زرتار کوں
ہر استخواں سینے کا ہے مانند نے فریاد میں
رکھتا ہوں دائم بر منیں تجھ غم کے موسیقار کوں
جیوں معنیٔ رنگیں ولی ہو مہرباں مجھ حال پر
وہ صاحب معنی سنے میرے اگر اشعار کوں

○

دیتا نہیں ہے بار رقیب شریر کوں
شاید کہ بوجھتا ہے ہمارے ضمیر کوں
اس نازنیں کی طبع گر آوے خیال میں
بوجھوں صدائے صوت قلم کی صریر کوں
مجھ کوں ولی کی طبع کی صافی کی قسم ہے
دیکھا نہیں ہوں جگ میں سجن تجھ نظیر کوں

عنقا ہے سخن اس کا سخن فہم کے نزدیک
رکھتا ہے جو کئی یاد میں اس غنچۂ دہن کوں

○

لیا ہے گھیر تجھ زلفاں نے تیرے کان کا موتی
مگر یہ ہند کا لشکر لگا ہے آستارے کوں

ہر اک احوال میں دلبر نظر میں خوب آتا ہے
لباس خوب کی حاجت نہیں حق کے سنوارے کوں

یہی ہے آرزو دل میں کہ صاحب درد کئی جاکر
ہمارے درد کی باتاں کہے اُس پی پیارے کوں

کرسوں نئیں جدا ہوتی نظر اس شوخ چنچل کی
ولی آخر کیا ہے صید چیتے نے چکارے کوں

○

اے شوخ ترے ملنے کوں انکھیاں کے اُپر رکھ
لایا ہوں تری نذر عقیق جگری کوں

انجن کوں لگا سحر کے غائب ہوئے ساحر
دیکھے جو تری نین کی جادو نظری کوں

اے حیلہ گر نہ تری حیلہ گری دیکھ
سب حیلہ گراں ترک کیے حیلہ گری کوں

○

بخشا ہے تری تین نے کیفیتِ مستی
تجھ مکھ نے خبردار کیا بے خبری کوں
جاری ہُوا تجھ غم ستی مجھ اشک کا مطلب
ہم دانہ و ہم آب ملا اس سفری کوں
کرتا ہے ولی سحر سدا شعر کے فن میں
تجھ نین سوں سیکھا ہے مگر جادوگری کوں

○

تیرے لب یاقوت اُپر خطِ خفی دیکھ
خطّاطِ جہاں نسخ کیے خطِ جلی کوں
اے زہرہ جبیں گشن ترے مکھ کی کلی دیکھ
گاتا ہے ہر اک صبح میں اٹھ رام کلی کوں
یاقوت کوں ہے قوت ترے خط کی محبت
ہے دل میں غبار اس کے سبب میر علی کوں
میں دل کوں ترے ہاتھ دیا روز ازل سوں
مت دل سوں بسار اپنے محب ازلی کوں
نہیں منصب و جاگیر نہیں روز وظیفہ
ہر روز ترا نام وظیفہ ہے ولی کوں

○

ہوا ہے رشک چنپے کی کلی کوں نظر کر تجھ بتاسے صندلی کوں

کرے فردوس استقبال اس کا   تصور جو کیا تیری گلی کوں

صفائی دیکھ اُس کے مکھ کی ہے بے ہوش سرتاپا
یہی تحقیق سمجھو خواب مخمل کے معانی کوں

فدائے دلبر رنگیں ادا ہوں   شہید شاہد گل گوں قبا ہوں
ہر اک مہ رو کے ملنے کا نہیں ذوق   سخن کے آشنا کا آشنا ہوں
کیا ہوں ترک نرگس کا تماشا   طلب گار نگاہ باحیا ہوں
نہ کر شمشاد کی تعریف مجھ پاس   کہ میں اُس سرو قد کا مبتلا ہوں
کیا میں عرض اس خورشید رو سوں   تو شاہ حسن مَیں ترا گدا ہوں
سدا رکھتا ہوں شوق اس کے سخن کا   ہمیشہ تشنۂ آب بقا ہوں
قدم پر اس کے رکھتا ہوں سدا سر
ولی ہم مشرب رنگِ حنا ہوں

تجھ طرۂ طرار کی تعریف کوں اے شوخ
سنبل کے چمن بیں گل شبو سوں لکھا ہوں

تصویر تری جان مصفا پہ لکھا ہوں
یہ نقش پری پردۂ مینا پہ لکھا ہوں

فرہاد لکھا صورتِ معشوق حجر پر
میں صورت دل بر دلِ شیدا پہ لکھا ہوں

اعجاز ترے اس خطِ روشن کا سری جن!
جیوں خطِ شعاعی ید بیضا پہ لکھا ہوں

تجھ نرگسِ مخمور کی کیفیتِ مستی
اکثر خطِ ساغرِ مستی صہبا پہ لکھا ہوں

اس کے دہن تنگ کی تعریف کا نکتہ
صنعت سوں ولی دیدۂ عنقا پہ لکھا ہوں

○

میں عاشقی میں تب سوں افسانہ ہو رہا ہوں
تیری نگہ کا جب سوں دیوانہ ہو رہا ہوں

شاید وو گنج خوبی آوے کسی طرف سوں
اس واسطے سراپا ویرانہ ہو رہا ہوں

سودائے زلفِ خوباں رکھتا ہوں دل میں دائم
زنجیرِ عاشقی کا دیوانہ ہو رہا ہوں

کس سوں ولی اپس کا احوال جا کہوں میں
سر تا قدم میں غم سوں غم خانہ ہو رہا ہوں

○

باطن کی گر مدد ہو اسے یار کر رکھوں
اپنے سخن کا اس کوں خریدار کر رکھوں

اس کی ادا و ناز کی خوبی کوں گر بیاں
ہر خوب رو کوں صورتِ دیوار کر رکھوں

لائق ہے گر وو شوخ کہے اپنے فخر میں
آوے اگر پری تو پرستار کر رکھوں

بر جا ہے گر چمن میں کہے وو نگاہ کر
نرگس کوں اپنی چشم کا بیمار کر رکھوں

تیرے خیال آنے کی پاؤں اگر خبر
سینے کوں داغِ عشق سوں گلزار کر رکھوں

ایسے نصیب میرے کہاں ہیں ولی کہ آج
اُس گل بدن کوں اپنے گلے ہار کر رکھوں

صدق ہے آبِ رنگِ گلشنِ دین — پاک بازی ہے شمعِ راہِ یقیں
خوشہ چینِ جمالِ جاناں ہیں — خرمنِ ماہ و خوشۂ پرویں
قد سوں تیرے عیاں ہے اے جاناں — صورتِ ناز و معنیٔ تمکیں
بس کہ رویا ہوں یاد کر کے تجھے — چشم میری ہے دامنِ گل چیں
زلف تیری ہے اے وفا دشمن — دشمنِ دین و دشمنِ آئیں

اے ولی تب نہاں ہو لیل فراق
جب عیاں ہو وو آفتاب جبیں

○

یک جام میں دو جگ کو کرے مست و بے خبر
تیری نین کا عکس پڑے گر شراب میں
طاقت نہیں کہ تیری ادا کا بیاں لکھے
ہے گرچہ بے نظیر عطارد حساب میں
تجھ حسن آبدار کی تعریف کیا کہوں
موتی ہوا ہے غرق تجھے دیکھ آب میں
تیری نگاہ مست، کہ ہے جام بے خودی
رکھتی ہے کیفیت کہ نہیں وو شراب میں
اے دل شتاب چل کہ تماشے کی بات ہے
بیٹھا ہے آفتاب نکل ماہتاب میں
آوے وو نو بہار اگر بر سر سخن
طوطی کوں لا جواب کرے یک جواب میں
ہرگز نہیں ہے خشت سوں فرق اس کوں اے ولی
خوش طلعتاں کی بات نہیں جس کتاب میں

○

ہے بس کہ آب و رنگ حیا کھیم داس ہیں
آتا نہیں کسی کے خیال و قیاس ہیں
ہے اس کے مکھ سوں جلوہ نما موج آب و تاب
موتی کے مثل گرچہ ہے سادہ لباس ہیں

تجھ وصل کے خیال سوں غافل نہیں ولی
رہتا ہے رات دیس اسی کے سراغ میں

رکھتا ہوں شمع آہ سجن کے فراق میں
حاجت نہیں چراغ کی میرے رواق میں
آب حیات وصل سوں سینے کو سرد کر
جلتا ہوں رات دیس پیا تجھ فراق میں
سُن کر خبر صبا سوں گریباں کوں چاک کر
نکلے ہیں گل چمن سوں ترے اشتیاق میں
تیرے سخن کے نغمۂ رنگیں کوں سُن ولی
ڈوبا عرق کے بیچ عراقی عراق میں

دل مست جام بے خودی اس انجمن میں کیوں نہ ہو
جیوں موج مے ہے ہر لوا ساقی ٔسیمیں ساق ہیں

اے صبح تجھ کوں نیئں خبر اُس مطلع انوار کی
ہر چند عالمگیر ہے تو حکمت اشراق میں
تیری تواضع دیکھ کر بر جا ہے اے جان ولی
گر بو علی سینا لکھے دفتر ترے اخلاق میں

○

ہُوا تو خسروِ عالم سخن! شیریں مقالی میں
عیاں ہیں بدر کے معنی تری صاحب کمالی میں
جو کیفیت سیہ مستی کی تجھ انکھیاں میں ہے ظالم
نہیں وہ رنگ وو مستی شراب پرتگالی میں
اگرچہ ہر سخن تیرا ہے آب خضر سوں شیریں
ولے لذت نرالی ہے پیا تجھ لب کی گالی میں
ولی کے ہر سخن کا وو ہُوا ہے مو بہ مو خواہاں
جو کئی پایا ہے لذت تجھ بھواں کے شعر حالی کا

○

نہ تھی طاقت مجھے آنے کی لیکن بزور آہ پہنچا تجھ گلی میں
عیاں ہے رنگ کی شوخی سوں اے شوخ بدن تیرا قبائے صندلی میں
جو ہے تیرے دہن میں رنگِ خوبی کہاں یہ رنگ، یہ خوبی کلی میں
کیا جیوں لفظ میں معنی، سری جن
مقام اپنا دل و جان ولی میں

دل بے تاب کہ اک آن نہیں اس کوں قرار
زلف دلدار سوں ہمسر ہے پریشانی میں
گل رخاں بات اپس دل کی مجھے کہتے ہیں،
بس کہ ہوں شہرۂ آفاق سخن دانی میں

○

سحر پرداز ہیں پیا کے نین　　ہوش دشمن ہیں خوش ادا کے نین
دل ہوا آج مجھ سوں بیگانہ　　دیکھ اس رمز آشنا کے نین
جگ میں اپنا نظیر رکھتے نہیں　　دلبری میں وو دلربا کے نین
نرگستاں کوں دیکھنے مت جا　　دیکھ اس نرگسی قبا کے نین
وو ہے گل تازہ آبرو کا گل　　حق تے جس کو دیئے حیا کے نین
اے ولی کس اگے کروں فریاد
ظلم کرتے ہیں بے وفا کے نین

○

شمع لے انگشت حیرت منہ میں سر تا پا جلی
جب اپس کے مکھ سوں تو روشن کیا ہے انجمن
منہ پہ شیریں، دل میں سنگیں، حال معشوقاں کا دیکھ
کیوں نہ مارے غم سوں تیشہ سر پر اپنے کوہکن

○

جمعیت آسماں سوں، توقع بجا نہیں
ہیں آفتاب و ماہ ہمیشہ سفر منیں
قوس قزح کا مصرع ثانی ہو لے ولی
تعریف اس بھواں کی لکھوں جس سطر منیں

○

خوب رو خوب کام کرتے ہیں — یک نگہ میں غلام کرتے ہیں
دیکھ خوباں کوں وقت ملنے کے — کس ادا سوں سلام کرتے ہیں
کیا وفادار ہیں کہ ملنے میں — دل سوں سب رام رام کرتے ہیں
کم نگاہی سوں دیکھتے ہیں ولے — کام اپنا تمام کرتے ہیں
کھولتے ہیں جب اپنی زلفاں کوں — صبح عاشق کوں شام کرتے ہیں
دل لبھاتے ہیں اے ولی میرا
سرو قد جب خرام کرتے ہیں

○

گل مقصد کے ہار ڈالے ہیں — نقد ہستی جو ہار ڈالے ہیں
کیوں نہ ہو راہ عشق نشتر زار — تیری پلکاں نے خار ڈالے ہیں
اے ولی شہر حسن کے اطراف
خط سوں اس کے حصار ڈالے ہیں

○

جو کہ تجھ پر نگاہ کرتا نہیں — وہ اپس کی خودی بسرتا نہیں

کیونکے ہو سیری حسن سوں تیرے — دھوپ کھانے سوں پیٹ بھرتا نہیں
پی کے لب سوں پیا جو آبِ حیات — دورِ آخر تلک وُہ مرتا نہیں

○

اے نورِ جان و دیدہ ترے انتظار میں
مدت ہوئی پلک سوں پلک آشنا نہیں
عشاق مستحقِ ترحم ہیں اے عزیز
اُن کے غریب حال پہ سختی روا نہیں
ترشی انپیں جبیں سوں نکال اے شکر بچن
عشاق پر غضب ہے یہ ناز و ادا نہیں
اے تو بہارِ حسن و گلِ باغِ جان و دل
افسوس ہے کہ تجھ منیں رنگِ وفا نہیں
ڈالے اکھاڑ کوہ کوں جیوں کاہ اے ولی
عاشق کی آہ سرد کہ جس میں صدا نہیں

○

بغیر از نقدِ جان پا کیا نہ ٹاں — متاعِ حسن کا دو جا بہا نہیں
سنا ہوں تجھ نگاہِ با حیا سوں — کہ ہرگز چشمِ نرگس میں حیا نہیں
تری زلفاں کے سنبل کا محرک — ہوائے عشق بازاں ہے صبا نہیں
ترا مکھ دیکھنا ہے واجب العین — ادائے فرض میں خوف و ریا نہیں
عجب ہے اے دُر دریائے خوبی — کہ دل تیرا مروت آشنا نہیں

ولیؔ گل رو کی دانش پر نظر کر
بہار حسن کوں چنداں بقا نہیں

○

ہوا ہے مجھ کوں یو معلوم اس بے دست گاہی میں
کہ مجھ احوال پہنچانے کوں غیر از آہ قاصد نئیں،
بجز وجدان دلبر کئی نہ پاوے حال عاشق کا
تو میرے راز کے نامے ستی آگاہ قاصد نئیں

○

سجن کے باج عالم میں دگر نہیں ہمن میں ہے ولے ہم کو خبر نہیں
نہ پاوے صندلی راز الٰہی جسے گرمی سوں دل کی دردسر نہیں
ہوا نئیں جب تلک خالی اپس سوں گرفتاراں میں ہرگز معتبر نہیں
اپس کے مدعا کے آشیاں کوں نہ پہنچے جب تلک ہمت کے پر نہیں
ولیؔ اُس کی حقیقت کیونکے بوجھوں
کہ جس کا بوجھنا حد بشر نہیں

○

ردیف و

ہر رات اپس کے لطف و کرم سوں ملا کرو
ہر دن کوں عید بوجھ گلے سوں لگا کرو

جب لگ ہے آسمان و زمیں جگ میں برقرار
جیوں پھول اس جہاں کے چمن میں ہنسا کرو

○

ہے قصۂ دراز کے سننے کی آرزو
اس زلف تابدار کی تعریف سر کرو
ہر شعر سوں ولؔی کے عزیزاں بیاض میں
مسطر کے خط کوں رشتۂ سلک گہر کرو

○

صفحۂ نین پہ پتلی کی سیاہی لے کر
نقطۂ خال کی تعریف کوں تحریر کرو

○

اے گل رخاں اپس کی تجلی سوں ایک بار
روشن چراغ خانۂ ہر آرزو کرو

○

آئینۂ جمال منور کوں کر عیاں
خوبان خود پرست کوں حیراں نکو کرو
ہے روز حشر، روز مکافات ہر عمل
ہر اک کوں قتل خنجر مژگاں نکو کرو

○

سفرِ عشق کا اگر ہے خیال ہمتِ دل کوں زاد راہ کرو
مکھ دکھاوے گا یوسفِ معنی دل سوں گردِ دیکھنے کی چاہ کرو
گل و بلبل کا گرم ہے بازار اس چمن میں جدھر نگاہ کرو
حالِ دل پر ولیؔ کے اے جاناں
نظرِ لطف گاہ گاہ کرو

○

اپنی خوبی کے اگر طالب ہو اپنے طالب کوں جلایا نہ کرو
نگہِ تلخ سوں اپنی ظالم زہر کا جام پلایا نہ کرو
پاکبازاں میں ہے مشہور ولیؔ
اس سوں چہرے کوں چھپایا نہ کرو

○

شوخی و ناز سوں عشاق کوں حیراں نہ کرو
گردشِ چشم کوں غارت گرِ ایماں نہ کرو
فکرِ جمعیت اپس دل میں کیے ہیں زہاد
زلف کوں کھول غریباں کوں پریشاں نہ کرو
تب تلک بوئے محبت کی نہ پاؤ ہرگز
جب تلک گل کی نمن چاک گریباں نہ کرو
لب تمہارے ہیں شفا بخش ولیؔ ہے بیمار
حیف صد حیف کہ اس وقت میں درماں نہ کرو

○

غفلت میں وقت اپنا نہ کھو ہشیار ہو ہشیار ہو
کب تک رہے گا خواب میں بیدار ہو بیدار ہو
گر دیکھنا ہے مدعا اس شاہد معنی کا رو
ظاہر پرستاں سوں سدا بیزار ہو بیزار ہو
مطلع کا مصرع اے ولی ورد زباں کر رات دن
غفلت میں وقت اپنا نہ کھو ہشیار ہو ہشیار ہو

○

اے دل سدا اُس شمع پر پروانہ ہو پروانہ ہو
اُس نوبہار حسن کا دیوانہ ہو دیوانہ ہو
اے یار گر منظور ہے تجھ آشنائی عشق کی
ہر آشنائے عقل سوں بے گانہ ہو بے گانہ ہو
میری طرف ساغر بکف آتا ہے وو مست حیا
اے دل تکلف بر طرف مستانہ ہو مستانہ ہو
میرے سخن کو مہر سوں سنتا ہے وہ رنگیں ادا
اے سرگذشت حال دل افسانہ ہو افسانہ ہو
مجکوں خمار ہجر سوں پیدا ہوا ہے دردسر
اے گردش چشم پری پیمانہ ہو پیمانہ ہو

○

نہ دیو آزار میرے دل کوں اے آرام جاں تجھو
یہ خوبی کچھ سدا رہتی نہیں اے مہربان تجھو

○

ردیف ہ

مبادا محتسب بدمست سُن کر تان میں آوے
طنبورا آہ کا اے دل بجا آہستہ آہستہ
وَلی ہرگز اپس کے دل کوں سینے میں رکھ غمگیں
کہ برلا دے گا مطلب کوں خدا آہستہ آہستہ

○

کیا مجھ عشق تے ظالم کوں آب آہستہ آہستہ
کہ آتش گل کوں کرتی ہے گلاب آہستہ آہستہ
وفاداری نے دلبر کی بجھایا آتشِ غم کوں
کہ گرمی دفع کرتا ہے گلاب آہستہ آہستہ
عجب کچھ لطف رکھتا ہے شب خلوت میں گلرو سوں
خطاب آہستہ آہستہ جواب آہستہ آہستہ
مرے دل کوں کیا بے خود تری انکھیاں نے آخر کوں
کہ جیوں بے ہوش کرتی ہے شراب آہستہ آہستہ

ولی مجھ دل میں آتا ہے خیال یار بے پروا
کہ جیوں انکھیاں منیں آتا ہے خواب آہستہ آہستہ

○

ہوا ظاہر خط روئے نگار آہستہ آہستہ
کہ جیوں گلشن میں آتی ہے بہار آہستہ آہستہ
جو اپنے تن کوں مثل جو ئبار اول کیا پانی
ہوا اُس سرو قد سوں ہم کنار آہستہ آہستہ
برنگ قطرۂ سیماب میرے دل کی جنبش سوں
ہوا ہے دل صنم کا بے قرار آہستہ آہستہ

○

ہوئے ہیں رام پیتم کے نین آہستہ آہستہ
کہ جیوں پھاندے میں آتے ہیں ہرن آہستہ آہستہ
مرا دل مثل پروانے کے تھا مشتاق جلنے کا
لگی اس شمع سوں آخر لگن آہستہ آہستہ

○

آج درستا ہے حال کچھ کا کچھ — کیوں نہ گزرے خیال کچھ کا کچھ
دل بے دل کوں آج کرتی ہے — شوخ چنچل کی چال کچھ کا کچھ
اثر بادۂ جوانی ہے — کر گیا ہوں سوال کچھ کا کچھ

اے ولی دل کوں آج کرتی ہے
بوئے باغ وصال کچھ کا یہ کچھ

○

تجھ مکھ پہ جو اس خط کا اندازہ ہوا تازہ
اب حسن کے دیواں کا شیرازہ ہوا تازہ

○

تیری نگاہ خاطر نازک پہ بار ہے
اے بوالہوس نہ پی کی طرف بار بار دیکھ

○

اے تو بہار حسن تو گلشن میں جب چلا
گل کر ہوئے گلاب گلاں تیرے گال دیکھ

○

تیرے نین کا دیکھ کے مے خانہ آئینہ
ہے تجھ نگاہ مست کا دیوانہ آئینہ

○

ردیف ی

ولی خیال میں اس مہ کوں جو کوئی گر رکھے
تو خواب میں نہ دسے اس کوں غیر مہتابی

○

غم کے چمن کوں بادِ خزاں کا نہیں ہے خوف
پہنچا ہے اس کوں آب مری چشمِ تر ستی

○

اُس سوں رکھتا ہوں خیالِ دوستی — جس کے چہرے پہ ہے خالِ دوستی
خشک لب وو کیوں رہے عالم منیں — جس کوں حاصل ہے زلالِ دوستی
شمعِ بزمِ اہلِ معنی کیوں نہ ہوے — جس اُپر روشن ہے حالِ دوستی
فیض سوں تجھ قد کے اے رنگیں بہار — تازہ و تر ہے نہالِ دوستی
اے ولی ہر آن کر مشقِ وفا
ہے وفاداری کمالِ دوستی

○

مدرس مدرسے میں گر نہ لیوے درس عشق کا
تو اس کوں عاشقاں استادِ کامل کر نہیں گنتے
جو بسمل نئیں ہوا تیری نین کی تیغ سوں بسمل
شہیداں جگ کے اس بسمل کوں بسمل کر نہیں گنتے
نہ وو دنیا میں پاوے لذتِ دیوانگی ہرگز
جو تجھ زلفاں کے حلقے کوں سلاسل کر نہیں گنتے

○

طریقہ عشق بازاں کا عجب نادر طریقہ ہے
جو کئی عاشق نہیں اس کوں مسلماں کر نہیں گنتے

گریباں جو ہوا نئیں چاک بیتابی کے ہاتھوں سوں
گلے کا دام ہے اس کوں گریباں کر نئیں گنتے

عجب کچھ بوجھ رکھتے ہیں سرآمد بزمِ معنی کے
تواضع نئیں ہے جس میں اس کوں انساں کر نئیں گنتے

ولی راہِ محبت میں وفاداری مقدم ہے
وفا نئیں جس میں اس کوں اہل ایماں کر نہیں گنتے

○

ولی دل میں ہمارے حاسداں کا خوف نئیں ہرگز
مجرد رو کسی رہزن کوں رہزن کر نہیں گنتے

○

بالی نہیں عزیزاں! عاشق کے مارنے کوں
تا گوش کھینچتا ہے زریں کمان موتی

○

گستاخ ہو کے مہندی تیرے قدم لگی ہے
کس رنگ سوں کہوں میں اس بے ادب کی شوخی

○

میں اپنی آنکھوں کوں واللہ فرش راہ کروں
گذر جو میری طرف کوں وہ شہسوار کرے

سجن کی بزم سوں کیوں جا سکوں ولیؔ باہر
کہ قید حلقۂ گیسوئے تاب دار کہے

○

ترے قد کی نزاکت سوں دسے مجھ سرو جیوں لکڑی
ترے گل برگ لب آگے خجل ہے پھول کی پنکھڑی

○

پُتلی میں میرے نین کے بستا ہے دلبر عین یوں
پردے منیں ظلمات کے جیوں چشمۂ حیواں بسے

○

ہے کُل عالم میں کرم، میرے اُپر　　جز رسی ہے جز رسی ہے جز رسی
رات دن جگ میں رفیق بے کساں　　بے کسی ہے بے کسی ہے بے کسی
باعث رسوائی عالم ولیؔ
مفلسی ہے مفلسی ہے مفلسی

○

زبان یار ہے از بسکہ یار خاموشی　　بہار خط میں ہے بر جا بہار خاموشی
سیا ہی خط شب رنگ سوں معنی ناز　　لکھا نگار کے لب پر نگار خاموشی
ہمیشہ لشکر آفات سوں لٹے ہے محفوظ　　نصیب جس کوں ہوا ہے حصار خاموشی
غرور زر سوں بجا ہے سکوت بے معنی　　کہ بے صدا ہے صدا کو ہمار خاموشی

ولی نگاہ کر اس خط سبز رنگ کسں آج
کہ طور نور میں ہے سبزہ زار خاموشی

○

کیوں نہ آوے نشۂ غم سوں دماغ عاشقی
بادۂ حیرت سوں ہے لبریز ایاغ عاشقی
اشک خوں آلود ہے سامان طغرائے نیاز
مہر فرمان وفاداری ہے داغ عاشقی
گر طلب ہے تجکوں راز خانۂ دل ہو عیاں
آہ کی آتش سوں روشن کر چراغ عاشقی
دردمنداں باغ میں ہرگز نہ جاویں اے ولی
گر نہ دیوے نالۂ بلبل سُراغ عاشقی

○

تنہا نہ ولی جگ منیں لکھتا ہے ترے وصف
دفتر لکھے عالم نے تری مدح و ثنا کے

○

تجھ مکھ کی آب دیکھ گئی آب آب کی
یہ تاب دیکھ عقل گئی آفتاب کی،
جگ، تجھ لباں کے دیکھ تبسم کوں سر سٹا
زنجیر پائے عقل ہے موج اس شراب کی

دیکھا ہوں جب سوں خواب میں وہ چشم نیم خواب
صورت خیال و خواب ہوئی مجکوں خواب کی

○

تجھ دہن کوں دیکھ کر بولا ولی
یہ کلی ہے گلشن امید کی

○

دیکھ دستار بسنتی ساقیٔ سرشار کی
کھل گئی ہیں آج انکھیاں نرگس بیمار کی
بات رہ جائے گی قاصد وقت رہنے کا نہیں
دل تڑپتا ہے شتابی لا خبر دلدار کی
بات کہنے کا کبھی جو وقت پاتا ہے غریب
بھول جاتا ہے وہ سب کچھ دیکھ صورت یار کی
اے ولی اس بے وفا کی مہربانی پر نہ بھول
دل کا دشمن ہے مگر کرتا ہے باتیں پیار کی

○

مجلس سوں جوں ولی کی وہ شیریں ادا اٹھا
عشرت کے تار ساز نے پائی گسستگی

○

اس کوں حاصل کیوں نکے ہوئے جگ میں فراغِ زندگی
گردشِ افلاک ہے جس کوں ایاغ زندگی

اے عزیزاں سیر گلشن ہے گل داغ الم
صحبتِ احباب ہے معنیٰ میں باغ زندگی

لب ہیں تیرے فی الحقیقت چشمۂ آب حیات
خضر خط نے اس سوں پایا ہے سُراغ زندگی

جب سوں دیکھا نہیں نظر بھر کاکل مشکین یار
تب سوں جیوں سنبل پریشاں ہے دماغ زندگی

آسماں میری نظر میں کلبۂ تاریک ہے
گر نہ دیکھوں تجکوں اے چشم و چراغ زندگی

کیوں نہ ہووے اے ولی روشن شب قدر حیات
ہے نگاہ گرم گل رویاں چراغ زندگی

○

جسے عشق کا تیر کاری لگے — اُسے زندگی کیوں نہ بھاری لگے
ہر اک وقت مجھ عاشق پاک کوں — پیارے تری بات پیاری لگے

ولی کوں کہے تو اگر یک بچن
رقیباں کے دل میں کٹاری لگے

○

تعریف اس پری کی جسے تم سُناؤ گے
تا حشر اس کے ہوش کوں اس میں نہ پاؤ گے
جس وقت سر کروگے بیاں اس کی زلف کا
سودا زدوں پہ غم کے سیہ روز لاؤ گے

○

ہُوا تیرے خیالاں سوں سراپا   مرا دل مثل فانوس خیالی
تری انکھیاں دسیں مجھ کوں سیہ مست   پیا گویا شراب پرتگالی
اگر پوچھے وہ بے پروا مرا ناؤں   کہو مشتاق 'رندِ' لااُبالی
ولی تب سوں ہوا ہم کار فرہاد
سُنا جب سوں تری شیریں مقالی

○

کرتی ہے دل کوں بے خود اس دلربا کی گالی
گویا ہے جام حیرت اُس خوش ادا کی گالی
مدت کے بعد گرمی دل کی فرو ہوئی ہے
شربت ہے حق میں میرے اس بے وفا کی گالی

○

اقلیم دلبری کا وہ دل ربا ہے والی
آتا ہے جس پہ صادق مفہوم بے مثالی

غیرت کوں کام فرما، نامحرموں سوں مت مل
اے نوجواں نہیں ہے ہنگام حسرد سالی
آزردگی سوں اس کی مت خوف کر ولی توں
ہے عین مہربانی اس مہرباں کی گالی

○

ادب سے اسے سرو سجدہ کرے
کہ جب وہ لٹکتا چمن میں چلے

○

اگر گلشن طرف وہ نوخط رنگیں ادا نکلے
گل و ریحاں سوں رنگ و بو شتابی پیشوا نکلے
کھلے ہر غنچۂ دل جیوں گل شاداب شادی سوں
اگر ٹک گھر سوں باہر وہ بہار دل کشا نکلے
بخیلی درس کی ہرگز نہ کیجیو اے پری پیکر
ولی تیری گلی میں جب کہ مانند گدا نکلے

○

ترے مکھ کے گلستاں کی اگر حوراں میں شہرت ہو
تو ہر اک مست ہو کر چھوڑ گلزار ارم نکلے
اگر اے رشک چیں جاوے تو کرنے سیر ملک چیں
تو ہر دیول سوں استقبال کوں تیرے صنم نکلے

ہر اک نقشِ قدم سوں دستۂ گل جلوہ پیرا ہوئے
اگر سیرِ گلستاں کوں وہ رشکِ صد چمن نکلے

○

فراموش قانونِ حکمت کرے   اگر مکھ کوں دیکھے ترے بو علی
پڑے گر ترے پیچ میں زلف کے
ولایت بسر جائے اپنی ولی

○

چھوڑ اے شوخ طرزِ خود کامی   مت ہو ہر دیدہ باز کا دامی
تجھ لب و زلف کے تماشے کوں   چل کے آئے ہیں مصری و شامی
باغ میں تجھ انکھاں سوں پایا ہے   گلِ نرگس تخلص جامی
اے نگیں لب کیا ہے حق نے تجھے   نونہالانِ حسن میں نامی
اے ولی غیرِ عشق حرفِ دگر
پختہ مغزاں کے نزد ہے خامی

○

سجن تیری غلامی میں کیا ہوں سلطنت حاصل
مجھے تیری گلی کی خاک ہے تختِ سلیمانی

○

چھپتے کوں نہیں دی ہے یہ باریک میانی
پائی ہے کہاں غنچے نے یہ تنگ دہانی

آغوش میں آتے کی کہاں تاب ہے اس کو
کرتی ہے نگہ جس قد نازک پہ گرانی

ہو شمہ مجھ حال سوں واقف، کہ دیا ہے
تجھ زبدۂ آفاق کوں حق نے ہمہ دانی

دریا ستی نسبت ہے بجا طبع کوں میری
اس مرتبہ امواجِ سخن کی ہے روانی

مت دور ہو یک آن ولی پاس سوں ہرگز
اے باعث جمعیت ایام جوانی

○

ترا لب دیکھ حیواں یاد آوے — ترا مکھ دیکھ کنعاں یاد آوے
ترے دو نین جب دیکھوں نظر بھر — مجھے تب نرگستاں یاد آوے
تری زلفاں کی طولانی کوں دیکھے — مجھے لیل زمستاں یاد آوے
ترے خط کا زمرد رنگ دیکھے — بہار سنبلستاں یاد آوے
ترے مکھ کے چمن کے دیکھنے سوں — مجھے فردوس رضواں یاد آوے
تری زلفاں میں یو مکھ جو کہ دیکھے — اُسے شمع شبستاں یاد آوے
جو کئی دیکھے مری انکھیاں کو روتے — اُسے ابر بہاراں یاد آوے
جو میرے حال کی گردش کوں دیکھے — اُسے گرداب گرداں یاد آوے

ولی میرا جنوں جو کئی کہ دیکھے
اُسے کوہ و بیاباں یاد آوے

○

انکھیاں کی کروں مسند و پتلی کا کروں بالش
وُہ نورِ نظر آج اگر میرے گھر آوے
اُس وقت مجھے دعویٰ تسخیر بجا ہے
جس وقت مرے حکم میں وہ عشوہ گر آوے

(۴)

سرود عیش گا دیں ہم، اگر وہ عشوہ ساز آوے
بجا دیں طبل شادی کے اگر وہ دلنواز آوے
خمار ہجر نے جس کے دیا ہے درد سر مجکوں
رکھوں نشۂ نمن انکھیاں میں گر وہ مست ناز آوے
ولیؔ اس گوہر کان حیا کی کیا کہوں خوبی
مرے گھر اس طرح آتا ہے جیوں سینے میں راز آوے

(۵)

نہ جاوے کچھ چراغاں سوں شب فرقت کی تاریکی
اُجالا تب ہو مجھ گھر میں کہ جب وہ مہ جبیں آوے

(۶)

سجن! میں خواب میں دیکھا ہوں تیرے مکھ کا آئینہ
عجب نئیں گر مرے گھر دولت اسکندری آوے
ولیؔ رکھتا ہوں سینے میں ہزاراں گوہر معنیٰ
دکھاؤں اپنے جوہر کوں اگر کئی جوہری آوے

فلاطوں ہوں زمانے کا سجن جب مجھ گلی آوے
نہ بوجھوں طفل مکتب کر اگر وہاں بو علی آوے

دکھروں کیا اے سجن تجھ پر مرا افسوں نہیں چلتا
دگرنہ اک اشارت میں پری مجھ گھر چلی آوے

+ غرور حسن نے تجکوں کیا ہے اس قدر سرکش
کہ خاطر میں نہ لاوے تو اگر تجھ گھر ولی آوے

○

مستی نے تجھ نین کی بے خود کیا ولی کوں
آوے جو بزم مے میں کیوں ہوشیار جاوے

○

اگر وہ رشک گلزار ارم گلشن طرف جاوے
عجب نہیں باغ میں مالی کٹے پر اپنے پچھتاوے

کہاں ہے تاب مانی کو کہاں بہزاد کو طاقت
کہ تیری نازکی تصویر تجکو لکھ کے دکھلاوے

رکھے جیوں دانۂ تسبیح عنبر طبلۂ دل میں
خیال خال دلبر عاشق بے دل اگر پاوے

کہاں ہے آج یارب جلوۂ مستانہ ساقی
کہ دل سوں تاب ہجی سوں صبر سر سوں ہوش لیجاوے

ولی ارباب معنی میں اسے ہے عرش کا رتبہ
پری زاد معانی کوں جو کئی کرسی پہ بٹھلاوے

تو جب نہانے کوں جاوے روز روشن جانب دریا
تری زلفاں سکے ہندو کی سیاہی تا زحل جاوے

ترے فدوی ترے دربار آ سکتے نہیں ہرگز
رقیب روسیہ جاوے تو اس گھر سوں خلل جاوے

+ تری انکھیاں کی ہے تعریف ہر ہر بیت میں میری
غزالاں صید ہو آویں جہاں میری غزل جاوے

جب لگہ نہ ملے شراب دیدار   انکھیاں کا خمار کیوں کہ جاوے
ہے حسن ترا ہمیشہ یکساں   جنت سوں بہار کیوں کہ جاوے
انجھواں کی اگر مدد نہ ہووے   مجھ دل کا غبار کیوں کہ جاوے

چمن میں جلوہ گر جب وہ گل رنگیں ادا ہووے
خزان خاطر عاشق بہار مدعا ہووے

ہوا ہوں زرد و لاغر کاہ کے مانند تجھ غم میں
بجا ہے گر کشش تیری بھواں کی کہربا ہووے

برنگ گرد باد اس کوں کرے عالم میں سرگرداں
جسے عشق بلا انگیز خوباں رہنما ہووے

پڑھے گر فاتحہ ظالم لب جاں بخش سوں اپنے
شہادت گاہ عاشق چشمۂ آب بقا ہووے

ولی مشکل نہیں ہرگز پہنچنا آب حیواں کوں
اگر خضر خط خوباں ہمارا رہنما ہووے

○

مجھے اُس شوخ کے ملنے کا دائم شوق ہے دل میں
اگر یک بار مجھ سوں آ کے مل جاوے تو کیا ہووے

○

اگر غنچہ نمن اک رات اس ہستی کے گلشن میں
ولی مجھ بر میں وہ گل پیرہن ہووے تو کیا ہووے

○

تصویر تجھ پری کی دیکھا ہے جن نے اُس کا
بر جا ہے گر تخلص حیرت مآب ہووے
آلودہ کیوں نہ ہووے داماں پاک زاہد
جب دست ناز میں میں جام شراب ہووے
تیرے لباں کے آگے بر جا ہے اے پری رو
گر آب زندگانی موج سراب ہووے
کیوں بے خودی نہ آوے اس وقت پر ولی کوں
وو سرو ناز پیکر جب نیم خواب ہووے

○

آوے تو کیا عجب ہے شیشے پہ دل کے آفت
جس وقت وو ستم گر مست شراب ہووے
کیوں کر رہے عزیزاں تاریکیٔ شب غم
وہ رشک ماہ انور جب بے حجاب ہووے
ہے ماہ نو کے دل میں یہ آرزو ہمیشہ
اے شہسوار آکر تیری رکاب ہووے

○

وو محبت میں تری فانی ہوئے — روز و شب جو محو حیرانی ہوئے
اے سجن تیری پرت کے دوست کے — دوستاں کئی دشمن جانی ہوئے

○

جم کے رتبے سوں ولی مرتبہ اُوپر ہے اگر
جام میں دل کے میسر ہوئے تاب مجھے

○

کشتۂ منت، نہیں مے کے نرگس کا کبھی
ہے خیال چشم خوباں بادۂ گلگوں مجھے
ہوش کھونا عاشق بے دل کا کچھ مشکل نہیں
نام لے اُس رشک لیلیٰ کا کرو مجنوں مجھے
اے ولی رکھ دل میں آوے وو صنم آہنگ شوق
نغمۂ عشاق کا آوے اگر قانوں مجھے

غیر سوں خالی گیا ہوں دل کروں اپنے جیوں حباب
تجھ نگہ نے جب سوں بخشی خانہ بردوشی مجھے

جام میں روشن ہے جم کی سلطنت کا سب حباب
عیش سلطانی کا ہے فیض قدح نوشی مجھے

تجھ کمر کی تاب پر طاقت ربائی ختم ہے
اس نزاکت نے دیا میل ہم آغوشی مجھے

اے ولی از بس کہ اس کی یاد میں ہے محو دل
غیر کے خطرے سوں نس دن ہے فراموشی مجھے

○

حافظے کا حسن دکھلایا ہے نسیانی مجھے
ہے کلید قفل دانش طرز نادانی مجھے

اے ولی حق رفاقت کے ادا کرتے کیا
مستحق مغفرت آلودہ دامانی مجھے

○

مدت ہوئی سجن نے کتابت نہیں لکھی
آنے کی اپنے رمز و کنایت نہیں لکھی

میں اپنے دل کی تجکوں حکایت نہیں لکھی
تیری مفارقت کی شکایت نہیں لکھی

تصویر تیرے قد کی مصوّر نہ لکھ سکے
ہرگز کسی نے ناز کی صورت نہیں لکھی
مارا ہے انتظار نے مجکوں وہلے ہنوز
اُس بے وفا کوں دل کی حقیقت نیں لکھی
کیوں سنگدل تمام مسخر ہوئے اگر
طالع میں میرے کشف و کرامت نہیں لکھی
ڈرتا ہوں سادگی ستی موہن کی اے ولیؔ
اس خوف سوں رقیب کی اُت بیت نہیں لکھی

○

ولیؔ کے دل کوں یوں ہوتی ہے راحت تجھ گلی پھیر
کہ جیوں ہوتی ہے خاطر منشرح کشمیر کے دیکھے

○

کمر اس دل ربا کی دل ربا ہے　　نگہ اُس خوش ادا کی خوش ادا ہے
سجن کے حسن کوں ٹک فکر سوں دیکھ　　کہ یہ آئینۂ معنیٰ نما ہے
ہوا معلوم تجھ زلفاں سوں اے شوخ　　کہ شاہ حسن پر ظل ہما ہے
نہ پوچھو آہ و زاری کی حقیقت　　عزیزاں عاشقی کا مقتضا ہے

○

معز اس کا سو باس ہوتا ہے　　گل بدن کے جو پاس ہوتا ہے
آشنائی نہیں تو جاتا ہوں　　کیا کروں جی اداس ہوتا ہے

کیوں کہ کپڑے رنگوں میں تجھ غم ہیں عاشقی میں لباس ہوتا ہے؟
تجھ جدائی میں نئیں اکیلا ہیں درد و غم آس پاس ہوتا ہے
اے ولیؔ دلربا کے ملنے کوں
جی میں میرے ہلاس ہوتا ہے

○

کان کے دُر کی کیا کروں تعریف پہلوے ماہ جیوں ستارا ہے

○

آج سر سبز کوہ و صحرا ہے ہر طرف سیر ہے تماشا ہے
چہرۂ یار و قامتِ زیبا گل رنگین و سرو رعنا ہے
معنیٔ حسن و معنیٔ خوبی صورت یار سوں ہویدا ہے
دم جاں بخش نو خطاں مجکوں چشمۂ خضر ہے مسیحا ہے
کمر نازک و دہان صنم فکر باریک ہے معمّا ہے
مو بہ مو اس کوں ہے پریشانی زلف مشکیں کا جس کوں سودا ہے
سبب دل ربائی عاشق مہر ہے لطف ہے دلاسا ہے
جوں ولیؔ رات دن ہے محو خیال
جس کوں تجھ وصل کی تمنا ہے

○

عشاق کی تسخیر کوں بالا یہ بلا ہے
یا ناز مجسم ہے یا تصویر ادا ہے

یا لفظ ہے رنگین ہم آغوشش معانی
یا بر میں گل اندام کے گل رنگ قبا ہے
پایا ہوں ولیؔ سلطنت ملک قناعت
اب تخت و چتر حق میں مرے ارض و سما ہے

○

نہ وو بالا نہ وو بالی بلا ہے   بلائے عاشقاں ناز و ادا ہے
تغافل شوخ کا عاشق کے حق میں   ستم ہے ظلم ہے جور و جفا ہے
مرا دل کیوں نہ جاوے اس گلی میں   گلی اس رُبا کی دل کشا ہے
ولیؔ آتے ہیں راہ عشق میں وو
کہ جن کو استقامت کا عصا ہے

○

دیکھا ہوں جسے وو مبتلا ہے   خوباں کی نگاہ نئیں بلا ہے
گر تجھ کوں ہے عزم سیر گلشن   دروازۂ آرسی کھلا ہے
اے اہل ہوس نگاہ مت کر   بالائے سہی قداں بلا ہے
یک دل نہیں آرزو سوں خالی   یہ جا ہے محال اگر خلا ہے
تسخیر کیا ہے گوشش گل کوں
بلبل کا ولیؔ عجب گلا ہے

○

صنم میرا سخن سوں آشنا ہے   مجھے فکر سخن کرنا بجا ہے

چمن میں وصل کے ہر جلوہ یار گل رنگیں بہار مدعا ہے
نہ بخشے کیوں ترا خط زندگانی کہ موج چشمۂ آب بقا ہے
تغافل نے ترے زخمی کیا مجھ تری یہ کم نگاہی نیمچا ہے
غنیمت بوجھ ملنے کوں ولی کے
نگاہ پاک بازاں کیمیا ہے

○

گلستاں لطافت میں ترا قد سرو رعنا ہے
ہمیشہ نازکی کے آبجو میں جلوہ پیرا ہے
عدم ہے تجھ دھن کا جگ میں ثانی اے پری پیکر
اگر بالفرض والتقدیر ثانی ہے تو عنقا ہے
ولی میری تواضع سوں رقیب سنگدل دائم
پشیماں ہے خجل ہے منفعل ہے سخت رسوا ہے

○

قد ترا رشک سرو رعنا ہے معنی نازکی سراپا ہے
تجھ بھواں کی میں کیا کروں تعریف مطلع شوخ و رمز وایا ہے
ساقی و مطرب آج ہیں ہم رنگ نشہ بے خودی دوبالا ہے
کیوں نہ ہر ذرہ رقص میں آوے جلوہ گر آفتاب سیما ہے
نہ کرے کیوں نثار نقد نیاز جس کوں تجھ نازکی تمنا ہے
کیوں نہ مجھ دل کوں زندگی بخشے بات تری دم مسیحا ہے

سنبل اس کی نظر میں جا نہ کرے　　جس کوں تجھ گیسواں کا سودا ہے
اس کے پیچاں کا کچھ شمار نہیں　　زلف ہے یا یہ موج دریا ہے
آج تجھ غم سوں ہے ولی گریاں
دیکھ جل پور کا تماشا ہے

○

بھواں، تیغ و پلک خنجر نگاہ تیر　　یو کس کے قتل کا ساماں ہوا ہے
عزیزاں کیا ہے پروانے کے دل میں　　کہ جی دینا اُسے آساں ہوا ہے
طبیباں کا نہیں محتاج ہرگز　　جسے دردِ بتاں درماں ہوا ہے
برنگ گل فراق گل رخاں میں　　گریباں چاک تا داماں ہوا ہے
ولی تصویر اس کی جن نے دیکھا
مثال آرسی حیراں ہوا ہے

○

مجھ سوں وحشی ہیں گل نین، گویا　　فوج آہو میں ببر آیا ہے
یا صنم کا ہے غمزۂ بے دیں　　یا ولایت سوں گبر آیا ہے

○

سُرج ہے شعلہ تری اگن کا جو جا فلک پر جھلک لیا ہے
نمک نے اپنے نمک کوں کھو کر ترے نمک سوں نمک لیا ہے
یہ مہ سوں تیرے جو نور چمکا سو اس سوں تارے ہوئے منور
یو چاند تجھ حسن کا جو نکلا فلک نے تجھ سوں اچک لیا ہے

تیرے درس کا یہ لوز انور جدھاں سوں روشن ہوا ہے جگ میں
تدھاں سوں بجلی نے اُس چمک سوں الیس چمک میں چمک لیا ہے
جو کھول لٹ کوں پلا لٹک کر جھمک جھمک کر جو مکھ دکھایا
سو لٹ کوں دیکھے ولی اٹک کر سجن نیں اُسکوں، ہٹک لیا ہے

○

مکتب میں جس کے ہاتھ ادا کی کتاب ہے
خوبی میں آج ہم سبق آفتاب ہے
ظاہر ہوا ہے مجھ پہ ترے ناز سوں صنم
رنگیں بہار حسن بہار عتاب ہے
تیرے نین کے دور میں بے وقر ہے شراب
مے خانہ تجھ نگاہ سوں دائم خراب ہے
دیوان میں ازل کے ملے جب سوں حسن و عشق
تب سوں نیاز و ناز میں باہم حساب ہے
پوشیدہ حال عشق رہے کیوں سکے اے ولی
غماز یاد زلف خم و پیچ و تاب ہے

○

عشق میں جس کوں مہارت خوب ہے
مشرب مجنوں طرف منسوب ہے

عشق کے مفتی نے یوں فتویٰ دیا
دیکھنا، خوباں کا درس خوب ہے
غمزہ و ناز و ادائے نا تہ نیں
ظلم ہے طوفان ہے آشوب ہے
لکھ دیا یوسف غلامی خط تجھے
گرچہ نور دیدۂ یعقوب ہے
ہر گھڑی پڑھتا ہے اشعار ولیؔ
جس کوں حرفِ عاشقی مرغوب ہے

○

جسے اقلیم تنہائی میں انداز اقامت ہے
جبین حال پر اُس کی سدا رنگ سلامت ہے
مجھے روزِ قیامت کا رہا نئیں خوف اے واعظ
خیالِ قامتِ رعنا مرے حق میں قیامت ہے
ولیؔ جو عشق بازی کی حقیقت سوں نہیں واقف
سخن اُس کا قیامت ہیں گل باغ ندامت ہے

○

شاید کہ دامِ عشق میں تازہ ہوا ہے بند
وعدے پہ گل رخاں کے جسے اعتماد ہے

مقصود دل ہے اُس کا خیال اے ولیؔ مجھے
جیوں مجھ زباں پہ نام محمد مراد ہے

○

سرو میرا مہر سوں آزاد ہے — شوخ ہے بے درد ہے صیاد ہے
ہاتھ سوں اُس غمزۂ خوں ریز کے — داد ہے بے داد ہے فریاد ہے
غم نہیں مجنوں کوں ہرگز اے ولیؔ
خانۂ زنجیر اگر آباد ہے

○

تل بناتے دیکھ اس کوں مجھ پہ یوں ظاہر ہوا
صید کرنے کوں ہمارے رغبت صیاد ہے
آسماں اوپر نہ بوجھو چادر ابر سفید
جا نماز زاہد عزلت نشیں برباد ہے
حرف شیریں اس ستی ہوتے ہیں ہر دم جلوہ گر
اہل معنی کی زباں کیا تیشۂ فرہاد ہے
سرو کی وارستگی اوپر نظر کر اے ولیؔ
باوجود خود نمائی کس قدر آزاد ہے

○

کیوں نہ لیویں زاہداں تجھ دیکھ طرز برہمن
رشتۂ اخلاص تیرا رشتۂ زنار ہے

عشق میں صبر و رضا درکار ہے — فکرِ اسباب و فا درکار ہے
چاک کرنے جامۂ صبر و قرار — دل بہ رنگیں قبا درکار ہے
ہر صنم تسخیر دل کیوں کر سکے — دل ربائی کوں ادا درکار ہے
رکھ قدم مجھ دیدۂ خونبار پر — گر تجھے رنگِ حنا درکار ہے
دیکھ اس کی چشم شہلا کوں اگر — نرگسِ باغِ حیا درکار ہے
عزم اس کے وصل کا ہے اے ولی
لیکن امدادِ خدا درکار ہے

○

بیاباں عاشقاں کوں ملکِ اسکندر برابر ہے
ہر اک گوہر انجھو کا تختِ کے اختر برابر ہے
جنوں کے ملک کے سلطاں کو کیا حاجت ہے افسر کی
بگولا سر اُپر مجنوں کے سو افسر برابر ہے
ولی دیواں ہیں میرے تودۂ دفتر کی حاجت نئیں
کہ مجھ دیوان میں ہر اک شعر سو دفتر برابر ہے

○

ترے قد کے تماشے کا ہوں طالب — کہ راہِ راست بازی بے خطر ہے
تری تعریف کرتے ہیں ملائک — ثنا تیری کہاں حدِ بشر ہے
بیانِ اہلِ معنی ہے مطول — اگرچہ حسبِ ظاہر مختصر ہے

○

رہیں گے خاک ہو تیری گلی میں　　وفاداری ہماری اس قدر ہے

○

مکھ ترا آفتاب محشر ہے　　شور اس کا جہاں میں گھر گھر ہے
رگ جاں سوں ہوا ہے خوں جاری　　یاد تیری پلک کی نشتر ہے
تجھ بن اے نور بخش محفل دل　　حال مجلس تمام ابتر ہے
مجکوں پہنچی ہے آرسی سوں یہ بات　　صاف دل وقت کا سکندر ہے
اے ولی کیا ہے حاجت قاصد
نامہ میرا پیر کبوتر ہے

○

قبلہ اہل صفا شمشیر ہے　　ہادیٔ مشکل کشا شمشیر ہے
اوّلاً ریحاں و آخر لالہ رنگ　　ظاہرا برگ حنا شمشیر ہے
صاحب ہمت کوں نت ہے دستگیر　　مرشد حاجت روا شمشیر ہے
راہ غربت میں کہ مشکل ہے تمام　　ناتوانوں کا عصا شمشیر ہے
ہے کلید فتح باب مدعا　　ناخن مشکل کشا شمشیر ہے
جن نے پکڑا گوشۂ آزادگی　　اس کو موج بوریا شمشیر ہے
کعبۂ فتح و ظفر ہیں اے ولی
شکل محراب دعا شمشیر ہے

○

یاد سوں ساقی کے نس دن ہر پلک ہے شاخ تاک
اشک حسرت اس اپر جیوں خوشۂ انگور ہے
جو سیاہی ہور سفیدی سوں ہوا ہے آشنا
اہل بینش کی نظر میں وہ سدا منظور ہے
جلد رد ہو عشق کی رہ میں کہ تا پہنچے نزیک
کاہلی کوں سٹ دے اے سالک کہ منزل دور ہے
خاکساری جس کوں سلطانی ہے اس عالم منیں
کاسۂ خاکی اسے جیوں چینیِ فغفور ہے
جلد چل ٹک عشق کی رہ میں کہ تا پہنچے کہیں
کاہلی کو رہ نہ دے سالک کہ منزل دور ہے

○

غیر حیرت ہے خبر اُس آئینہ رو کی کسے — راز کے پردے میں جس کی خامشی آواز ہے
دردمنداں کوں سدا ہے قول مطرب دلنواز — گرمیِ افسردہ طبعاں شعلۂ آواز ہے
کھینچتے ہیں کھول پردہ شناساں مدعا — جو اوج میں ہوا کے اُڑے شاہ باز ہے

○

کہنے کو سیر راہ حجاز و عراق عشق
عشاق پاس ساز و نوا سب نیاز ہے

○

ہے گل رعنا بہار حسن کا — ناز تیرا، جو نیاز آمیز ہے

ہاتھ میں میرے نہ کچھ تم بیاض   شوخ کے ملنے کی دست آوینہ ہے

○

آج گل گشت چمن کا وقت ہے اے نو بہار
بادہ گل رنگ سوں ہر جام گل لبریز ہے

○

مجھ حال کا کرے گر آکر سوال دلبر
تو لاجواب ہونا مجکوں جواب بس ہے

○

جو صاف دل ہیں ان کوں درکار نہیں ہے زینت
جیوں آرسی، تمد کی سر پر کلاہ بس ہے
نئیں آرزو کہ بیٹھوں مسند پہ سلطنت کی
تیری گلی میں آنا یہ دستگاہ بس ہے
تجھ عشق کے میلے کوں کیا کام چاندنی سوں
تجھ حسن کا تماشا اے رشک ماہ بس ہے
بے جا ہے بادشاہی ہر خوب رو کوں دینا
خوبی کے تخت اوپر اک بادشاہ بس ہے

○

آج ہر گل نور کی فانوس ہے   کوہ و صحرا صورت طاؤس ہے
گھر نہ نکلے سیر کوں وہ نو بہار   ظلم ہے فریاد ہے افسوس ہے

ہے دیکھنے سوں سیر نہیں ہوتا ولی
مدعا اُس کا کنار و بوس ہے

○

دیکھنا تجھ قد کا لے نازک بدن — باعثِ خمیازۂ آغوش ہے

○

دل طلب گار ناز مہوش ہے — لطف اس کا اگرچہ دل کش ہے
مجھ سوں کیوں کر ملے گا حیراں ہوں — شوخ ہے، بے وفا ہے، سرکش ہے
تجھ بن اے داغ بخش سینۂ دل — چمن لالہ دشتِ آتش ہے

○

کیا کروں تفسیر غم، ہر اشک چشم — دانۂ قرآن کا کشاف ہے
مست جام عشق کوں کچھ غم نہیں — خاطر ناصح اگر ناصاف ہے
اے ولی تعریف اس کی کیا کروں
ہر طرح مستغنی الاوصاف ہے

○

آ اے مہ دو ہفتہ مرے پاس ایک روز
ہر آن تجھ فراق کی سینہ پہ سال ہے
زاہد کوں مثل دانۂ تسبیح ایک آن
کوچے سنی ریا کے نکلنا محال ہے

○

عشق کی راہ کے مسافر کوں ہر قدم تجھ گلی میں منزل ہے

○

اس سرو خوش ادا کوں ہمارا سلام ہے اُس یار بے وفا کوں ہمارا سلام ہے
لیتا نہیں سلام ہمارا حجاب سوں اُس صاحب حیا کوں ہمارا سلام ہے
ناز و ادا سوں دل کوں مرے مبتلا کیا اُس نازنیں پیا کوں ہمارا سلام ہے
آرام جان و دل ہے ولی جس کا دیکھنا
اُس جان دل ربا کوں ہمارا سلام ہے

○

ترا مجنوں ہوں صحرا کی قسم ہے طلب میں ہوں تمنا کی قسم ہے
سراپا ناز ہے تو اے پری رو مجھے تیرے سراپا کی قسم ہے

○

وفا کر حسن پر مغرور مت ہو وفاداری بہار بے خزاں ہے
صنم مجھ دیدہ و دل بیں گزر کر ہوا ہے، باغ ہے آب رواں ہے

○

تری یہ زلف ہے شام غریباں جبیں تیری مجھے صبح وطن ہے

○

عارفاں پہ ہمیشہ روشن ہے کہ فن عاشقی عجب فن ہے
دشمن دیں کا دین دشمن ہے راہزن کا چراغ رہزن ہے
کیوں نہ ہو مظہر تجلّی یار کہ دل صاف مثل درپن ہے

تنگ چشمی ہے راہ بے بصری　　گرچہ مقدار چشم سوزن ہے
مجکوں روشن دلاں نے دی ہے خبر　　کہ سخن کا چراغ روشن ہے
اے ولی تیغ غم سوں خوف نہیں　　خاکساری بدن پہ جوشن ہے
اے ولی صاحب سخن کی زباں
بزم معنیٰ کی شمع روشن ہے

کرے گی سنگدل کے دل میں جا نقش　　صدائے بے دلاں فرہاد فن ہے
خودی سوں اوٹھ لا خالی ہو اے دل　　اگر اُس شمع روشن کی لگن ہے
ہوا جو خادم شاہ ولایت
ولی ہے والیٔ ملک سخن ہے

چمن آرائے باغ خوش ادائی　　نہال قد سرو گل جبیں ہے
کہو زاہد کوں جاوے اس گلی میں　　اگر مشتاق فردوس بریں ہے
مرے حق میں عنایت نامۂ یار　　مثال شہپر روح الامیں ہے

ہر اک سوں مل متواضع ہو سروری یہ ہے
سنبھال کشتیٔ دل کوں قلندری یہ ہے
نکال خاطر فاتر سوں جام جمشید کا غم
صفا کر آئینہ دل سکندری یہ ہے

نکل اے دلربا گھر سوں کہ وقت بے حجابی ہے
چمن میں چل بہار نسترن ہے ماہتابی ہے
گیا ہے جیب سوں وو گلبدن چمن میں میکشی کرنے
ہر اک گل صورت ساغر ہر اک غنچہ گلابی ہے
گلی میں اُس ستمگر کی نہ جا اے دل، نہ جا اے دل
کہ جاں بازی میں آفت ہے قیامت ہے خرابی ہے
وفاداری بہار گلشن خوبی ہے اے گل رو
نہ بوجھو سرسری ہرگز سخن میرا کتابی ہے
بہار عاشقی کوں تازہ کرنا اے گل رعنا
تلطف ہے، مدارا ہے، کرم ہے، بے عتابی ہے

○

مفلسی سب بہار کھوتی ہے   مرد کا اعتبار کھوتی ہے
ہر سحر شوخ کی نگہ کی شراب   مجھ انکھاں کا خمار کھوتی ہے

○

عشق بے تاب جاں گدازی ہے   حسن مشتاق دل نوازی ہے
اشک خونیں سوں جو کیا ہے وضو   مذہب عشق میں نمازی ہے
جو ہوا راز عشق سوں آگاہ   وہ زمانے کا فخر رازی ہے
تجربے سوں ہوا ہے مجھے ظاہر   ناز مفہوم بے نیازی ہے

اے دلی عیش ظاہری کا سبب
جلوہ شاہد مجازی ہے

○

کوچہ یار عین کاسی ہے
جو گئی دل وہاں کا باسی ہے
اے صنم تجھ جبیں اُپر یہ خال
ہندوئے ہر دوار باسی ہے
زلف تیری ہے موج جمنا کی
تل نزک اس کے جیوں سناسی ہے
یہ سیہ زلف تجھ زنخداں پہ
ناگنی جیوں کنوے پہ پیاسی ہے
جس کی گفتار میں نہیں ہے مزا
سخن اس کا طعام باسی ہے

○

کئی مقصود ہے دنیا، کئی مطلوب جنت ہے
مجھے مقصود دنیا میں مرے پیتم کی گالی ہے
ستارے بخت کے میرے عزیزاں آج روشن ہیں
کہ اس آغوش میں دن رات ابروئے ہلالی ہے
دلی حیراں ہے یاراں عجب اپنے تماشے پر
ادھر پیتم کی گالی ہے ادھر لڑکوں کی تالی ہے

⊘

ترا مکھ مشرقی، حسن انوری، جلوہ جمالی ہے
نین جامی، جبیں قدسی و ابرو ہلالی ہے

ریاضی فہم و گلشن طبع و دانا دل، علی فطرت
زباں تیری فصیحی و سخن تیرا زلالی ہے

○

نہ جانوں کیا بلا لاوے گی اُس کے کان سوں لگ کر
بلا گے جان مشتاقاں کہ جس کا نانوں بالی ہے

○

باغ ارم سوں بہتر موہن تری گلی ہے
ساکن تری گلی کا ہر آن میں ولی ہے

○

گرچہ طفلانہ یار جانی ہے
مایۂ عیش جاودانی ہے

آشنا نونہال سوں ہونا
ثمرۂ گلشن جوانی ہے

دل میں آیا ہے جب سوں سرو رواں
تب سوں مجھ شعر میں روانی ہے

اے سکندر نہ ڈھونڈ آب حیات
چشمۂ خضر خوش بیانی ہے

گرچہ پابند لفظ ہوں لیکن
دل مرا عاشق معانی ہے

اے ولی فکر صاف صاحب دل
گوہر بحر نکتہ دانی ہے

○

تواضع کی توقع نونہالاں سوں نہ رکھ اے دل
کہ بے باکی و شوخی لازم وقت جوانی ہے

ہوُا ہے شوق زلف ہو کر سوں خوش سخن میرا
ولی وہ شعر نازک موج دریائے معانی ہے

○

دیکھنے سوں خوباں کے منع مت کر اے زاہد
موسم بزرگی نئیں عالم جوانی ہے
تجھ سوں ہم نشیں ہونا، اے گل بہار دل
وجہ شادمانی ہے، عیشِ جاودانی ہے
نام اُس دو رنگے کا، کیوں نہ ہو گل رعنا
چہرہ ارغوانی ہے، جامہ زعفرانی ہے

○

یاد کرتا ہے سدا مصرع زنجیر جنوں
دل بے تاب کہ تجھ زلف کا سودائی ہے
اے ولی رہنے کوں دنیا میں مقام عاشق
کوچۂ یار ہے یا گوشۂ تنہائی ہے

○

تیرے آنے سنتی اے راحتِ جاں   شہر کی جان گئی پھر آئی
پھر کے آنا ترا ہے باعث شوق   جس طرح تان گئی پھر آئی

○

ترا مکھ ہے چراغ دلربائی   عیاں ہے اس میں نور آشنائی

لکھاہے تجھ قد اوپر کاتب صنع   سراپا معنیٔ نازک ادائی

○

حیا کے آب سوں باغ وفا میں   نہ واں ہے جو سبا رہ آشنائی

○

فردیات

مفلسی بے کسی کی نوجواں سنے   شہر دل کوں کیا ہے ویراں آج

○

مذہب عشق میں تری صورت   دیکھنا ہم کوں فرض عین ہوا

○

کیا غم ہے اس کوں گرمیٔ خورشید حشر سوں
بخت سیاہ جس کے سراوپر ہے سائباں

○

اور مجھ پاس کیا ہے دینے کو   دیکھ کر تجکو رو دئیے دیتا ہوں

○

کیا کام اُس کوں پھر کے شرابا طہور سوں
پی جس نے تجھ لباں سوں شراب دو آتشہ

○

شاخ گل ہے یا نہال راتہ ہے   سرو قد ہے یا سراپا ناز ہے

گھ تیرا بحر حسن و نہ لفاں موج   گردش چشم عین طوفاں ہے

○

چھبیلی چھپ سوں درزن کا ہلانا ہات ٹک دیکھو
یو کچھ سیتی نہیں لیکن میرے دل کوں لڑھاتی ہے

○

کچھ بھلا نئیں رقیب کوں لگتا   ایک پاپوش خوب لگتی ہے

○

رباعیات

اے جیو دو عالم کا ترے مکھ پہ فدا!
محتاج تری ذات سوں سب شاہ و گدا
مجھ عاجز بے کس پہ نظر رحم سوں کر
اے منظر ہر ناظر و منظور خدا!

○

یہ ہستی موہوم دسے مجکوں سراب
پانی کے اُپر نقش ہے یہ مثل حباب
ایسے کہ اُپر دل کوں نہ کر ہرگز بند
آپس کوں نہ کر خراب اے خانہ خراب

○

تجھ لب منیں دستا ہے مجھے آبِ حیات
تجھ زلف کی ظلمات ہیں ہے لیلِ برات
اے سبزۂ خضر! تجھ قدم سوں شاید
اس آبِ حیات کوں ملے رات برات

○

تجھ مکھ کا ہے یہ پھول چمن کی زینت
تجھ شمع کا شعلہ ہے اگن کی زینت
فردوس میں نرگس نے اشارے سوں کہا
"یہ نور ہے عالم کے نین کی زینت"

○

نہیں نقد خزینے میں مرے غیر از داغ
جس داغ کی حسرت سوں ہوا لالہ دراغ
سینے منیں اک غم کا محل باندھا ہوں
ہیں آہ کے جس بیچ کئی لاکھ چراغ

○

تجھ عشق سوں نت بے سروساماں ہوں میں
تجھ زلف سوں بے تاب و پریشاں ہوں میں
تجھ مکھ کی صفائی کوں نظر میں رکھ کر
مدت ستی جیوں آئینہ حیراں ہوں میں

○

مخمسات

نہ تنہا حسن خوباں دلربا ہے　　ادا فہمی سخن دانی بلا ہے
سخن داں آشنا فضل خدا ہے　　صنم میرا سخن سوں آشنا ہے
مجھے فکر سخن کرنا بجا ہے

○

عجب تجھ بر میں ہے لے یار جانی　　نشاط دل لباس زعفرانی
ترے جلوے سوں پایا ہوں جوانی　　نہ بخشے کیوں ترا خط زندگانی
کہ موج چشمہ آب بقا ہے

○

مستزاد

بے تاب کیا شوق نے مجھ دل کوں بدن میں　　گل پیرہناں کا
جیوں غنچہ کیا بند محبت کے چمن میں　　رنگیں دہناں کا
مجھ دل کی نمن عشق سوں گردش میں ہمیشہ　　تنہا نہیں خورشید
مشتاق ہو پھرتا ہے سدا ماہ گگن میں　　سیمیں بدناں کا
مت بوجھ کہ ہے آپ سیں وحشت منیں آہو　　اے کشتہ خوباں
پھیلا ہے سحر جاکے یہ اطراف ختن میں　　جادو نیناں کا
رکھتا ہے محبت کا سدا داغ جگر پر　　ہر لالۂ رنگیں
تجھ عشق سوں کیا حال ہے تک دیکھ چمن میں　　خونیں کفناں کا

فرہاد کی آتی ہے سدا روح صبا ہو   مجھ شعر کوں سننے
مذکور ہے ازبس کہ ولی میرے سخن میں   شیریں بچناں کا

○

ترجیع بند

مرے دل میں وہ سرو گل فام ہے   کہ جس شوخ کا خوش ادا نام ہے
رخ روشن و زلف مشکین یار   مجھے یاد ہر صبح و ہر شام ہے
خلاصی نہیں تا دم زندگی   نگہہ شوخ کی جیو کا دام ہے
برہ میں طلب مت کر و صبر کوں   برہ دشمن صبر و آرام ہے
جو دل یار کی مجکوں دیوے خبر   نہیں دل وہ جمشید کا جام ہے
سدا تجھ پری رو کی خدمت منیں   یہی دردمنداں کا پیغام ہے
شتابی خبر لے کہ بے تاب ہوں
ترے عشق میں بے خور و خواب ہوں

○

بزرگی اکت بزرگی ادا   صفت گل رخاں میں ہے تو مقتدا
مددگار تجھے جب تلک بخت سعد   نہ رہتا تھا یک آن تجھ سوں جدا
یکایک ترے ہجر نے اے صنم   کیا محو سب عشرت ابتدا
کہوں تجھ سوں کیوں آنسوؤں کے جواب   سدا کوہ تمکین ہے بے صدا
ترے غم سوں تپتی ہے چھاتی مری   ہوئے اشک سوں دو نین نم بدا

بجا ہے سنو گہ مری التماس ۔ کہ سنتے ہیں شہ عرض حال گدا
تغافل کوں مت کام فرما سجن مری بات سُن کہ برائے خدا
شتابی خبر لے کہ بے تاب ہوں
ترے عشق میں بے خود و خراب ہوں

در مدح قدوۃ العارفین شاہ وجیہہ الدّین[1]

اے تو مقبول سرو عالم اے تو فہرست دفتر عالم
جلوہ گر تو ہے آفتاب یقیں تجھ سوں روشن ہے پیکر عالم
علم ظاہر و علم باطن سوں ۔ تو ہے عالم میں رہبر عالم
دل عرفاں سرشت ہے تیرا مظہر خلق و مظہر عالم
ہے زمین پر یہ آستان شریف مرجع خلق و منظر عالم
نام تیرا ہے وردِ صاحب درد ذات تیری ہے مفخر عالم
دست گیری ہے تیری ظاہر تب جب کہ برپا ہو محشر عالم
ہے ترے نام پر سدا قربان روز و شب سال و مہ سرِ عالم
تجھ اُپر جیوں سرج ہویدا ہے مطلب جملہ مضمر عالم
اس زمانے ہیں حق نے تجکوں کیا مہتر خلق و بہتر عالم

---

[1] شاہ وجیہہ الدین قدس سرہٗ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری کے مرید تھے اور ۹۹۸ ہجری میں فوت ہوئے۔ اُن کا مدرسہ اور خانقاہ اور مزار شہر احمد آباد میں واقع ہے جس کا فیضان تعلیم شاہ صاحب مرحوم کے بعد بھی جاری رہا چنانچہ ولی اپنے زمانے میں اُس مدرسہ و خانقاہ میں مقیم و مستفیض ہوتے رہے ہیں۔

اے امام جمیع اہل یقیں
قبلۂ راستاں وجیہہ الدیں

اے تو ہے آفتاب عالم تاب فیض تیرے سوں لگ ہے مقصدیاب
دل ترا کان علم و بحر عمل ہر معانی ہے اسمیں دُرِ خوش آب
روئے انور کی دیکھ تیرے ضیائے رشک سوں آفتاب ہے بے تاب
متفق ہو کے عاقلاں نے کہا دل کوں تیرے جگت میں لب لباب
فکر تیری ہے آب دانش و ہوش ہر گل عقل تجھ سوں ہے سیراب
مکھ سوں تیرے بچن مبارک سن گل کے گوہر ہوا سراپا آب
اے تو مجموعۂ فراست تام دل ترا مطلب ہزار کتاب
تا قیامت گریز پا نہ اچھے تجھ محبت کی آگ سوں سیماب
مانگتے ہیں مدد سوں تجھ شہ کی روز و شب چندر ستم و داراب
اس زمانے میں بے گماں بے شک تجھ میں ہے سب طریقہ احباب

اے امام جمیع اہل یقیں
قبلۂ راستاں وجیہہ الدیں

فیض تیرا ہے ابر نیسانی دو جہاں پر کیا در افشانی
دل ترا مظہر تجلیٔ حق مکھ ترا رونق مسلمانی
سجدہ کرنے کوں روز آتا ہے چاند سر تا قدم ہو پیشانی
تیری درگہ کی خاک دیکھ گیا روئے آب حیات سوں پانی
ہر سحر آفتاب کرتا ہے تیرے روضے اُپر زر افشانی

عالماں دیکھ تجھ فصاحت کوں — سٹ دیئے دعوئ سخن دانی
تجھ دل صاف سوں ہوئی ظاہر — آئینے میں تمام حیرانی
ہے ولایت کے تخت پر تجکوں — شوکت و حشمتِ سُلیمانی
زندگی بخش ہے خیال ترا — یاد تیری ہے آبِ حیوانی
جن نے دیکھا ہے پاک مرقد کوں — اُن نے پایا ہے قرب حقانی

اے امام جمیع اہل یقیں
قبلہ راستاں وجیہہ الدیں

اے شہ بحر و بر ہے تجھ سر پر — آسماں چیتر و آفتاب افسر
تو ہے مقبول حق کی درگاہ کا — روح تیری کوں عرش پر ہے گذر
کاں فلک کے ملائکہ دیکھیں — تجھ سری کا وہ جامۂ انور
آسماں سوں اُتر کے آتے ہیں — تیری مجلس میں نقل ہوا اختر
ہے سزاوار انجمن میں تری — زہرہ آوے اگر ہو خنیاگر
وہ ہے روضہ زمیں اُپر تیرا — شش جہت جس کوں دیکھ ہے ششدر
کیا کہوں گنبد شریف کوں میں ق — اوج میں ہے فلک سوں وہ ہمسر
تجھ سوں خورشید کوں وہ پایا ہے — کیوں نہ ہووے فلک سوں بالاتر
تجھ سوں کسب غلاماں کوں نت ہے شرف — اے مبارک نہاد پاک گہر
دو جہاں میں مرا ہے مقصد یہ — کہ کرو مجھ پہ یک کرم کی نظر

اے امام جمیع اہل یقیں
قبلۂ راستاں وجیہہ الدیں

اے گل گلشن حسین و حسن — تجھ سوں روشن ہوا زمین و زمن
عالم فرش سوں لگا بہ عرش — حق نے جنت کیا ترا مسکن
فیض تیرا عیاں ہو جس ساعت — بحر کا پر گہر کرے دامن
گوہر فکر تجھ سوں ہے سیراب — جو ہر عقل تجھ سوں ہے روشن
خلق یوں بہرہ تجھ سوں پاتی ہے — فیض جیوں آفتاب سوں معدن
آسماں کے اُپر گدا ز ہے نت — شوق تیرے سوں ماہ سیمیں تن
عشق تیرے کی آگ میں خورشید — سر سوں لے پگ تلک ہوا ہے اگن
دیکھنے کوں ترے ہوا مشتاق — گل نرگس سوں کھول چشم چمن
یوں تو ہے انتخاب عالم میں — جیوں کہ ہے آدمی میں نطق سخن
خوش بصارت بدل کیا ہے ولی — گرد تیرے قدم کی کحل نین

اے امام جمیع اہل یقیں
قبلۂ راستاں وجیہہ الدیں

قصائد

در حمد و نعت و منقبت و موعظت

لے زباں پر تو اول اول — نام پاک خدائے عز و جل
لائق حمد نئیں ہے اس بن اور — اس اُپر متفق ہیں اہل ملل
آسماں اور زمیں کے سب ساکن — یاد کرتے ہیں اس کوں ہر پل پل
شکر اس کا محیط اعظم ہے — وہ ہے سلطان بارگاہ ازل

بعد حمد خدائے بے ہمتا یا د کر نعت سید مرسل
جس کی ہمت کی ہے ترازو میں دو جہاں مثل دانۂ خردل
کاملاں سوں سُنا ہوں یہ نکتہ عشق اس کا ہے ہادیٔ اکمل
بعد اس آفتاب انور کے چار ہیں اہل علم و اہل عمل
صاحب صدق و عدل و علم و حیا ایک سوں ایک اکمل و افضل
ہیں یہ چاروں ستون شرع متین دیں کا ہے ان سوں مستقیم محل
مشرق و مغرب و جنوب و شمال سب کوں ان چار ذات سوں ہے بل
ہیں یہ اسلام کے صحیفے پر چار اطراف صورت جدول
بعد ان کے ہیں دو امام جہاں نور چشم پیمبر مُرسل
ہر دو سلطان کشور کونین ہر دو مقبول شاہ روز ازل
ایک کا نن ہوا ہے اطلس سبز ایک خوں سوں نہیں کیا مخمل
گل دنیا کوں زیب تاج نہ کر یہ ہے ار پا تلک محیل و دغل
اس سوں ہرگز نہ باندھ جی اپنا کہ مبادا ہو دین بیچ خلل
اس کی صحبت میں اے خجستہ خصال نہیں حاصل بغیر درد و کسل
ترک کر سب کوں بات میری سُن حرف شیریں ہے یہ نہ شیر و عسل
مرتبہ بوجھ عشق بازاں کا یہ ہیں ملک وفا کے اہل دول

○

اے ولی یہ قصیدۂ رنگیں جگ میں رکھتا نہیں نظیر و بدل
جو ہیں پیاسے سخن کے اُن کے نزیک شعر میرا ہے آب سوں ترِ بل

قطعات

حسن دلبر کا خواب میں دیکھا　　نور حق تھا حجاب میں دیکھا
خود فنا ہو کے ذات میں ملنا　　یہ تماشا حباب میں دیکھا

○

یو صف حسن آج دستا ہے　　بجا کے لینے کوں جیو نہ ستا ہے
مدعی کوں کہو کہ جیو دیوں گا　　وہ نہ دیوں گا جو جیو میں بستا ہے

○

ضمیمہ [۱]

مجھکوں تجھ بن کسی سوں کام نہیں　　فکر ناموس و ننگ نام نہیں
ضعف عشاق کوں بکعبہ قسم　　غیر آوارگی امام نہیں
قاصد دل نہیں ہے غیر از آہ　　اثر درد بن پیام نہیں
گرچہ پچھمن ترا ہے رام ولے　　اے سجن تو کسی کا رام نہیں
زندگی جام عیش ہے لیکن　　فائدہ کیا اگر مدام نہیں
عشق اس کا ہے ناتمام جسے　　پی کی خاطر کا اہتمام نہیں
باغ میں سرو نخل آہ دسے
اے ولی گر وہ خوش خرام نہیں

---

[۱] ذیل کا انتخاب اُن غزلوں سے ہے جن کے بارے میں یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ یہ ولی ہی کی ہیں۔ (مرتب)

صاف دل کو اگر مدام رکھو　　جام جمشید کا مقام رکھو
گر تمہیں تاب انتقام نہیں　　بے سمجھ مت کسی سوں کام رکھو
خال کی مت کرو طرف داری　　خاطر زلف مشک فام رکھو

سجن تم مکھ ستی کھولو نقاب آہستہ آہستہ
کہ جیوں گل سوں نکستا ہے گلاب آہستہ آہستہ
ہزاراں لاکھ خوباں میں سجن میرا چلے یوں کر
ستاروں میں چلے جیوں ماہتاب آہستہ آہستہ
سلونے سانورے پیتم تری موتی کی جھلکاں نے
کیا عقد ثریا کوں خراب آہستہ آہستہ

یار کے کان میں در بالی　　مہر ہے، ماہ ہے ستارا ہے
ہات میں پنج تارہ مطرب کے　　چنگ ہے، بین ہے، دوتارا ہے
آ توں مجھ بر منیں حجاب نہ کر　　گوشہ ہے، رات ہے، اندھارا ہے

ابرو و چشم و زلف و بال خال و خط اس نگار کا
خنجر و سحر و عقرب و دانہ و دام و مال ہے

دیکھتا ہوں تو یہ دو عالم میں　　عاشقی کی لگن عجب کچھ ہے
منفعل ہو کے غنچہ کہتے ہیں　　خوش لبی غنچہ دہن عجب کچھ ہے

انتخاب

از

مولانا حسرت موہانی

○

کیتا ہوں ترے نام کوں میں ورد زباں کا
کیتا ہوں ترے شکر کوں عنوان بیاں کا

جس گرد اوپر پاؤں رکھیں تیرے رسولاں
اُس گرد کوں میں کحل کروں دیدۂ جاں کا

مجھ صدق طرف عدل سے اے اہل حیا دیکھ
تجھ علم کے چہرے پہ نہیں رنگ گماں کا

جاری ہوئے آنسو مرے یوں سبزۂ خط دیکھ
اے خضر قدم سیر کر اُس آب رواں کا

کہتا ہے ولیؔ دل ستی یہ مصرعِ رنگیں
ہے یاد تری مجکو سبب راحت جاں کا

○

تری زلفاں کا ہر تار سیہ ہے کال عاشق کا
ہوا ہے جس کے جلوے سوں پریشاں حال عاشق کا

نہیں در کار تا بولے بیاں اپنی زباں سیتی
عیاں ہے اشک کے طومار سوں احوال عاشق کا

نہ پوچھو عشق میں جوش و خروشِ دلی کی ماہیت
برنگ ابر دریا بار ہے رو مال عاشق کا

جہاں جاتا ہوں وہاں آتا ہے سائے کے نمن پیچھے
ترے برہی نے لے ظالم کیا دنبال عاشق کا

کدھیں دام محبت سوں خلاصی اس کو ممکن نہیں
تری انکھیاں کے ڈورے سوں بنا ہے جال عاشق کا

ولی یوں مصرع رنگین ہوا ہے وِرد جان و دل
فدا ہے عشق میں دلبر کے جان و مال عاشق کا

○

دلربا آیا نظر میں آج میری خوش ادا
خوش ادا ایسا نہیں دیکھا ہوں دوجا دلربا

بے وفا گر تجھ کو بولوں ہوں بجا ہے نازنیں
نازنیں عالم منے ہوتے ہیں اکثر بے وفا

کم نما ہے نوجواں میرا برنگِ ماہِ نو
ماہِ نو ہوتا ہے اکثر اے عزیزاں کم نما

مدعائے عاشقاں ہر آن ہے دیدار یار
یار کے دیدار بن دوجا عبث ہے مدعا

کیمیا عاشق کے حق میں ہے نگاہ گل رخاں
گل رخاں سوں جگ کے پایا ہوں ولی یہ کیمیا

شغل بہتر ہے عشق بازی کا — کیا حقیقی و کیا مجازی کا
آج تیری بھواں نے مسجد میں — ہوش کھویا ہے ہر نمازی کا
ہر زباں پہ ہے مثل شانہ مدام — ذکر تجھ زلف کی درازی کا
گر نہیں راز عشق سوں آگاہ — فخر بیجا ہے فخر رازی کا
اے ولی سرو قد کوں دیکھوں گا
وقت آیا ہے سرفرازی کا

مت غصے کے شعلے سوں جلتے کو جلاتی جا
ٹک مہر کے پانی سوں یہ آگ بجھاتی جا
تجھ چال کی قیمت سوں دل میرا نہیں واقف
اے مان بھری چنچل ٹک بھاؤ بتاتی جا
تجھ مکھ کی پرستش میں گئی عمر مری ساری
اے بت کی پوجن ہاری ٹک آس پوجاتی جا
تجھ عشق میں جل جل کر سب تن کو کیا کاجل
یہ روشنی افزا ہے انکھیاں کو لگاتی جا
مجھ دل کے کبوتر کوں پکڑا ہے تری لٹ نے
یہ کام دھرم کا ہے ٹک اس کو چھڑاتی جا
تجھ گھر کی طرف سندر آتا ہے ولی دائم
مشتاق درس کا ہے ٹک درس دکھاتی جا

وہ صنم جب سوں بسا دیدۂ حیران میں آ
آتش عشق پڑی عقل کے سامان میں آ

ناز دیتا نہیں گر رخصت گلگشت چمن
اے چمن زار حیا دل کے گلستان میں آ

یاد آتا ہے مجھے جب وہ گل باغ وفا
اشک کرتے ہیں مکاں گوشۂ دامان میں آ

نالہ و آہ کی تفصیل نہ پوچھو مجھ سوں
دفتر درد بسا عشق کے دیوان میں آ

پنجۂ عشق نے بے تاب کیا جب سوں مجھے
چاک دل تب سوں بسا چاک گریبان میں آ

حسن تھا پردۂ تجرید میں سب سوں آزاد
طالب عشق ہوا صورت انسان میں آ

شیخ یاں بات تری پیش نہ جاوے ہرگز
عقل کوں چھوڑ کے مت مجلس رندان میں آ

درد منداں کو بجز درد نہیں صید مراد
اے شہ ملک جنون غم کے بیابان میں آ

بسکہ مجھ حال سوں ہمسر ہے پریشانی میں
درد کہتی ہے مرا زلف ترے کان میں آ

غم سوں تیرے ہے ترحم کا محل حال ولی ؔ ظلم کوں چھوڑ سجن شیوۂ احسان میں آ

ہے قد ترا سراپا معنیٔ نازٕ گویا
پوشیدہ دل میں میرے آتا ہے راز گویا

معنی طرف چلا ہے صورت سوں یوں مرا دل
صورت ستی چلا ہے کعبے جہاز گویا

ہر یک نگاہ میں تیری ہے نغمۂ محبت
ہر تار تجھ نگہ کا ہے تار ساز گویا

تجھ زلف کو جو بولا ہے ہمدوش مصرع قد
رکھتا ہے مجھ برابر فکر دراز گویا

وہ قاتل ستمگر آیا ہے یوں ولی پہ
جلدی سوں صید اوپر آتا ہے باز گویا

○

ملاوہ گل بدن جس کوں اُسے گلشن سوں کیا مطلب
جو پایا وصل یوسف اس کو پیراہن سوں کیا مطلب

عزیزاں باغ میں جانا نپٹ دشوار ہے مجکوں
گلی گل رو کی پایا ہوں مجھے گلشن سوں کیا مطلب

ولی جنت منے رہنا نہیں درکار عاشق کو
جو طالب لامکاں کا ہے اسے مسکن سوں کیا مطلب

○

سینے میں ہے تجھ ابروئے پیوست کی نشست
جوں تیرے دل میں ہے نگہ مست کی نشست

تیرے دو نین دل میں میرے فتنہ خیز ہیں
مشکل ہے ایک ٹھاوں دو بدمست کی نشست

تا سرخ رنگ کوں زرد کرے اُس سبب یہ غم
دل میں ولی کے مس میں ہے جوں جست کی نشست

○

جولانگری میں گرم ہے وہ شہسوار آج
سینے سے عاشقاں کے اُٹھا ہے غبار آج

بے شک کرے گا خاطر عشاق باغ باغ
آیا ہے التفات پہ وہ نوبہار آج

ہے بے شمار دل میں مرے خار خار شوق
چہرے کوں دیکھ سر پہ ترے نوکدار آج

اطراف آسماں کے ہجوم شفق نہیں
تجھ رنگ نے ہوا کوں کیا لالہ زار آج

برجا ہے آسماں سوں تواضع کرے طلب
پایا ہے تجھ کرم سوں ولی اعتبار آج

○

دستا ہے تجھ جبین میں سراسر ظہور صبح
تجھ دیکھنے کوں جگ میں ہوا ہے عبور صبح

بیتاب آفتاب ہے تب سوں جہاں میں
دیکھا ہے تجکوں جب ستی اے رشکِ نورِ صبح

تجھ مکھ کی آرسی میں ہے نورِ خدا عیاں
روشن ہے تجھ جمال ستی کوہ طورِ صبح

ظاہر ہیں تجھ بہار میں اسباب عیش کے
ہے جلوہ گر تجھی ستی دارالسرور صبح

تجھ مکھ کا نور جب سوں تماشا کیا ولی
کڑوا لگا ہے تب سوں جگت میں مرور صبح

○

جب سوں ہوا ترا یہ قد دل رُبا بلند
سنتا ہوں ہر طرف سوں صدائے بلا بلند

مت پست فطرتاں سوں مل اے سرو نازنیں
تجھ قد کا ناؤ جگ میں ہے نام خدا بلند

تجھ ابرواں کوں دیکھ کے گیتا ہے اے صنم
تجھ حق منیں ہلال نے دست دعا بلند

تیری بھواں میں ناز کوں رہتا ہے اس قدر
کشتی میں جوں ہے مرتبۂ ناخدا بلند

ہیں عاشقاں کی فوج کا سردار ہوں ولی
مجھ آہ کا ہوا ہے علم تا سما بلند

○

ہوا ہے گرم توں جب آفتاب کے مانند
کیا ہے ہوش نے پرواز آب کے مانند
نہ کر سوال مرے درد کی حکایت کا
کہ مجھ زباں پہ ہے حاضر جواب کے مانند
نگاہ گرم سیں اُس شعلہ قد نے مجلس میں
کیا برشتہ ولی کوں کباب کے مانند

○

اب جدائی نہ کر خدا سوں ڈر   بے وفائی نہ کر خدا سوں ڈر
راست کیشوں سوں لے کماں اُبرو   کج ادائی نہ کر خدا سوں ڈر
مت تغافل کو راہ دے اے شوخ   جگ ہنسائی نہ کر خدا سوں ڈر
خون عاشق سوں بے اجازت ناز   کف حنائی نہ کر خدا سوں ڈر
اے ستم گر غضب سوں رنگ ولی
کہربائی نہ کر خدا سوں ڈر

○

بے وفائی نہ کر خدا سوں ڈر   جگ ہنسائی نہ کر خدا سوں ڈر
ہے جدائی میں زندگی مشکل   آ جدائی نہ کر خدا سوں ڈر

آرسی دیکھ کر نہ ہو مغرور	خود نمائی نہ کر خدا سوں ڈر
اُس سوں جو آشنائے درد نہیں	آشنائی نہ کر خدا سوں ڈر

اے ولی غیر آستانۂ یار
جبہہ سائی نہ کر خدا سوں ڈر

چمن میں جب چلے اس حسن عالمتاب سوں اُٹھ کر
کرے تعظیم خوشبو ہر گلِ میراب سوں اُٹھ کر
تری باتوں کی نرمی کی اگر شہرت ہو عالم میں
وہیں آوے قدم بوسی کو مخمل خواب سوں اٹھ کر
تری ابرو کی پہنچے گر خبر مسجد میں زاہد کوں
تماشا دیکھنے آوے ترا محراب سوں اٹھ کر

جو آیا مست ساقی بجام لے کر	گیا یک بارگی آرام لے کر
نجانوں خط ترا کس بے خطا پر	چلا ہے آج فوج شام لے کر
تری ساقی گری کوں لالۂ باغ	کھڑا ہے منتظر ہو جام لے کر
میں اس کوں جوں نگیں کرتا ہوں سجدہ	جو کوئی آتا ہے تیرا نام لے کر

ولی تیری لباں سوں لے تنک طبع
چلا ہے لذّت دشنام لے کر

گر چمن میں چلے وہ رشک بہار گل کریں نقد آب و رنگ نثار
بلبلاں ہر طرف سوں اٹھ دوڑیں دیکھنے کوں اُسے ہزار ہزار
جن نے دیکھا ہے اُس پری رو کوں صورت ہوش سوں ہوا بیزار
تجھ درس کے خیال میں دائم مثل نیساں ہے چشم گوہر بار
یاد تجھ خط سبز کی اے شوخ زخم دل پر ہے مرہم زنگار
بسکہ پایا ہے تجھ جفا سوں شکست خانۂ دل ہوا ہے آئینہ زار
اے ولی اس سے حرف ہوش نہ پوچھ
جو ہوا مست جلوۂ دیدار

○

عشق کے ہاتھ سوں ہوئے دلریش جگ میں کیا بادشاہ کیا درویش
جیو مرا ہو رہا ہے زیر و زبر جب سوں تیرا فراق آیا پیش
جس کوں قربت ہے عشق سوں تیرے اُس کے نزدیک کب عزیز ہوں خویش
اے ولی اُس کا زہر کیوں اُترے
جن نے کھایا ہے عاشقی کا نیش

○

کہوں کس سے عزیزاں جا کے درد بے نشان دل
نہیں اک گوش محرم تا سُنے آہ و فغانِ دل
غبار خاطر غم ناک سوں مجھ پر ہوا ظاہر
کہ غیر از درد دوجا نہیں ہے بار کاروانِ دل

بیانِ سینۂ چاکاں اے ولی کیوں سُن سکے ہر اک
کہ بوئے گل سوں نازک تر ہے آہنگ زبانِ دل

○

آتا ہے جب چمن میں تو زرین کلاہ سوں
اُٹھتی ہے فوج حسن تیری جلوہ گاہ سوں
بزمِ ادا و نازکوں وہ شوخ نازنیں
خوشبو کیا ہے عنبرِ موجِ نگاہ سوں
بیجا نہیں ہے رُخ پہ مرے رنگِ اضطراب
باندھا ہوں دل کو آہوئے وحشت پناہ سوں
پروانہ وار عشق میں تیرے جو سر دیا
اُس کا کفن ہے رشتۂ شمع نگاہ سوں
حاجت نہیں چراغ کی مجھ گھر میں اے ولی
روشن ہے بزمِ عیش مری شمعِ آہ سوں

○

تجھ مکھ کی جھلک دیکھ گئی جوت چندر سوں
تجھ مکھ پہ عرق دیکھ گئی آب گہر سوں
ہر چند کہ وحشت ہے تجھ انکھیاں سیتی ظاہر
صد شکر کہ تجھ داغ کوں الفت ہے جگر سوں

اشرف کا یہ مصرع ولی اپنے ہے دلچسپ
الفت ہے دل و جان کو میرے ہمیں تجھ سوں

باطن کی گر مدد ہو اُسے یار کر رکھوں
اپنے سخن کا اس کوں خریدار کر رکھوں
اُس کی ادا و ناز کی خوبی کا کر بیان
ہر خوبرو کوں صورتِ دیوار کر رکھوں
لائق ہے گر وہ شوخ کہے اپنے نخرے میں
آوے اگر پری تو پرستار کر رکھوں
برجا ہے گر کہے کہ چمن میں نگاہ کر
نرگس کوں اپنی چشم کا بیمار کر رکھوں
تسبیح تیری زلف کوں کہتی ہے اے صنم
یک تار دے کہ رشتۂ زنار کر رکھوں
تیرے خیال آنے کی پاؤں اگر خبر
سینے کوں داغ عشق سوں گلنار کر رکھوں
ایسے نصیب میرے کہاں ہیں ولی کہ آج
اُس گل بدن کو اپنے گلے کا ہار کر رکھوں

تصویر تری جان مصفا پہ لکھا ہوں
یہ نقش پری پردۂ مینا پہ لکھا ہوں

فرہاد لکھا صورت معشوق حجر پر
ہیں صورت دل بر دل شیدا پہ لکھا ہوں

اے مردمک چشم تجھ انکھیاں کی بہ لالی
نرگس کے قلم سوں گل لالا پہ لکھا ہوں

تجھ نرگس مخمور کی کیفیت مستی
اکثر خط ساغر ستی صہبا پہ لکھا ہوں

اُس کے دہن تنگ کی تعریف کا نکتہ
صنعت سوں ولیؔ دیدۂ عنقا پہ لکھا ہوں

○

خوبی اعجاز حسن یار اگر انشا کروں
بے تکلف صفحۂ کاغذ ید بیضا کروں

جوں نسیم اب لگ سبک روحی مجھے حاصل نہیں
کس طرح اس غنچۂ بند قبا کوں وا کروں

کیا کہوں تجھ قد کی خوبی سرو عریاں کے حضور
خود بخود رسوا ہے اس کوں پھر کے کیا رسوا کروں

سر کروں جب وصف تیرے جامہ گلرنگ کے
جامہ زیباں کوں برنگ صورت دیبا کروں

رات کوں آؤں اگر تیری گلی کوں اے حبیب
زیورِ لب ذکر سبحان الذی اسرا کروں
آرزو دل میں یہی ہے وقت مرنے کے ولیؔ
سرو قد کوں دیکھ سیر عالم بالا کروں

○

دل ہوا ہے میرا خراب سخن — دیکھ کر حسن بے حجاب سخن
راہِ مضمونِ تازہ بند نہیں — تا قیامت کھلا ہے باب سخن
جلوہ پیرا ہو شاہد معنی — جب زباں سوں اٹھے نقاب سخن
ہے تری بات اے نزاکت فہم — لوح دیباچۂ کتاب سخن
لفظ رنگین ہے مطلع رنگین — نور معنی ہے آفتاب سخن
شعر فہموں کی دیکھ کر گرمی — دل ہوا ہے میرا کباب سخن
عرفی و انوری و خاقانی — مجکوں دیتے ہیں سب حساب سخن
اے ولیؔ دردِ سر کبھو نہ رہے
جب ملے صندل و گلاب سخن

○

سحر پرداز ہیں پیا کے نین — ہوش دشمن ہیں خوش ادا کے نین
اے دل اُس کے آگے سنبھل کر جا — تیغ بر کف ہیں میرزا کے نین
دل ہوا مجسوں آج بے گانہ — دیکھ اُس رمز آشنا کے نین
نرگستاں کوں دیکھنے مت جا — دیکھ اُس نرگسیں قبا کے نین

وہ ہے گلزار آبرو کا گل   حق نے جس کوں دیئے حیا کے نین

اے ولی کس آگے کروں فریاد
ظلم کرتے ہیں بے وفا کے نین

سیہ روئی نہ لے جا حشر میں دنیائے فانی سوں
سیہ نامی کو دھولے بے خبر انجھواں کے پانی سوں

شب غم روز عشرت سوں بدل ہووے اگر دیکھے
میری جانب وہ مہر ذرہ پرور مہر بانی سوں

الپس کے سر پہ مارا کوہکن نے تیشۂ غیرت
ہوا جب خسرو عالم ولی شیریں زبانی سوں

صدق ہے آب و رنگ گلشن دین   پاکبازی ہے شمع راہ یقین
قدسوں عیاں ہے تیرے اے جاناں   صورت ناز و معنی تمکین
بسکہ رویا ہوں یاد کر کے تجھے   چشم میری ہے دامن گلچین
زلف تیری ہے اے وفا دشمن   دشمن دین و دشمن آئین

اے ولی تب نہاں ہو لیل فراق
جب عیاں ہو وہ آفتاب جبیں

گریہ عشاق سوں خنداں ہے باغ بزم حسن
مغز پروانہ سوں روشن ہے چراغ بزم حسن

عاشقاں اس آتشیں رخسار کے چہرے اوپر
پیچ و تاب زلف ہے دود چراغ بزم حسن

حسن کی مجلس کوں جب روشن کیا وہ شمع رو
خوبرویاں سب ہوئے جوں لالہ داغ بزم حسن

آتش غیرت سوں گل پانی ہوا ہے مغز شمع
وہ صنم جب سوں ہوا عالی دماغ بزم حسن

صرف کرتا ہے ولی عالم میں نقاش صنع
عیش کی تصویر میں رنگ فراغ بزم حسن

○

ہوا ہے جب سوں تراتل سوار آتش حسن
سپند وار ہے دل بے قرار آتش حسن

ہنوز حسن کی گرمی بجا ہے اے گل رو
خط سیاہ ہے تیرا حصار آتش حسن

یہ خط کو دود نما دیکھ کر ہوا معلوم
کہ گرم پھر کے ہوا روزگار آتش حسن

وہ شمع بزم ادا بر میں کیا لباس زری
ہے آفتاب نمن شعلہ زار آتش حسن

ہے بسکہ آب و رنگ حیا کھیم داس میں
آتا نہیں کسی کے خیال و قیاس میں

بیراگیوں کے پنتھ میں آکر وہ مہ جبیں
بیراگ کوں اٹھا کے چڑھایا اکاس میں

ہے اس کے مکھ سوں جلوہ نما موج آب و تاب
موتی کے مثل گرچہ ہے سادے لباس میں

لگتا ہے اُس گروہ میں وہ سرو نازنیں
گویا گل گلاب کا جلوہ ہے گھاس میں

اُس کی بھواں کو بوجھ کے شمشیر آبدار
اہل ہوس کی عقل ہے دائم ہراس میں

آوے فلک سوں زہرہ اُتر کر وہ مہ جبیں
یک تان گاوے رام کلی یا بھبھاس میں

جاتا ہوں باغ یاد میں اُس چشم کے ولی
شاید کہ بوئے اُس کی ہو نرگس کی گھاس میں

○

یک بات میری اگر گوش کرے توں
ملنے کوں رقیباں کے فراموش کرے توں

ہے بسکہ ترے نین میں کیفیت مستی
یک دید میں کونین کو بے ہوش کرے توں

اے سروِ گل اندام اپن نقشِ قدم سوں
بر جا ہے اگر صحن کو گل پوش کرے توں
غیرت سوں کرے چاک گریبان دلِ پُرخوں
گر گل کی حمائل کوں ہم آغوش کرے توں
اے جانِ ولی وعدۂ دیدار سوں اپنے
ڈرتا ہوں مبادا کہ فراموش کرے توں

(ی)

اے دل سدا اُس شمع پر پروانہ ہو پروانہ ہو
اُس نو بہارِ حسن پر دیوانہ ہو دیوانہ ہو
اے یار تجھ منظور ہے گر آشنائی عشق کی
ہر آشنا ئے عقل سوں بے گانہ ہو بیگانہ ہو
میری طرف ساغر بکف آیا ہے وہ مست حیا
اے دل تکلف برطرف مستانہ ہو مستانہ ہو
جاری رکھے گا کب تلک رسمِ جفا و جور کوں
اے جانِ من ہر دل منے جانانہ ہو جانانہ ہو
مجکوں خمارِ درد سوں پیدا ہوا ہے دردِ سر
اے گردشِ چشمِ پری پیمانہ ہو پیمانہ ہو
اس وقت پنیم کی نگہ کرتی ہے مشقِ دلبری
یہ آن غفلت کی نہیں فرزانہ ہو فرزانہ ہو

میرے سخن کوں مہر سوں سنتا ہے وہ رنگین ادا
اے سرگذشت حال دل افسانہ ہوا فسانہ ہو
عالم میں تجکوں اے ولی ہے فکر جمعیت اگر
ہر دم خیال یار سوں ہم خانہ ہو ہم خانہ ہو

صحبت غیر میں جایا نہ کرو
اپنے عاشق کو رُلایا نہ کرو
حق پرستی کا اگر دعویٰ ہے
بے گناہوں کو ستایا نہ کرو
دل کو ہوتی ہے سجن بے تابی
زلف کوں ہاتھ لگایا نہ کرو
نگہ تلخ سوں اپنے ظالم
زہر کا جام پلایا نہ کرو
ہم کو برداشت نہیں غصے کی
غیر کوں درس دکھایا نہ کرو
پاکبازاں میں ہے مشہور ولی
اس سوں چہرے کوں چھپایا نہ کرو

دیکھ دستار بسنتی ساقیٔ سرشار کی
کھل گئی ہیں آج انکھیاں نرگس بیمار کی
بات کہنے کا کبھی جو وقت پاتا ہے غریب
بھول جاتا ہے وہ سب کچھ دیکھ صورت یار کی
اے ولی اُس بے وفا کی مہربانی پر نہ بھول
دل کا دشمن ہے مگر کرتا ہے باتیں پیار کی

اُس سرو خوش اداکوں ہمارا سلام ہے
اُس یار بے وفا کوں ہمارا سلام ہے
لیتا نہیں سلام ہمارا حجاب سوں
اُس صاحب حیا کوں ہمارا سلام ہے
اُس باج دل میں میرے نہیں اور مدعا
اُس دل کے مدعا کوں ہمارا سلام ہے
ناز و ادا سوں دل کوں مرے مبتلا کیا
اُس ناز نیں پیا کوں ہمارا سلام ہے
آرام جان و دل ہے ولی جس کا دیکھنا
اُس جان دلربا کوں ہمارا سلام ہے

اگر گلشن طرف وہ نو خط رنگین ادا نکلے
گل ریحان سوں رنگ و بو شتابی پیشوا نکلے
کھلے ہر غنچۂ دل جوں گل شاداب شادی سوں
اگر ٹک گھر سوں باہر وہ بہار دلکشا نکلے
نثار اس کے قدم اُوپر کروں انجھواں کے گوہر سب
اگر کہنے کو دلجوئی وہ سرو خوش ادا نکلے
بخیلی درس کی ہرگز نہ کیجو اے پری پیکر
ولی تیری گلی میں جبکہ مانند گدا نکلے

پڑا حیرت میں دل اُس حسن عالمگیر کے دیکھے
مصور دنگ ہے جس جلوۂ تصویر کے دیکھے

ہوا ہوں محو یوں اُس زلف خم در خم کے دیکھے سوں
کہ جوں ہوتی ہے طالب کی حقیقت پیر کے دیکھے

کھلا یوں دل مرا تیری نگاہ تیز کی خاطر
کمان آغوش جوں کہ کھولتی ہے تیر کے دیکھے

ترے مکھ کے صفحے پر خط لکھا قدرت کے کاتب نے
تعجب میں ہیں سب خطاط اُس تحریر کے دیکھے

ولی کے دل کو یوں ہوتی ہے راحت تجھ گلی بھیتر
کہ جوں ہوتی ہے خاطر منشرح کشمیر کے دیکھے

○

جس وقت تبسم میں وہ رنگین دہن آوے
گلزار میں غنچے کے دہن پر سخن آوے

تا حشر اُٹھے بوئے گلاب اس کے عرق سوں
جس بر منیں یک بار وہ گل پیرہن آوے

ہرگز سخن سخت کوں لاوے نہ زبان پر
جس ذہن میں یک بار وہ نازک بدن آوے

بر جا ہے اگر جگ میں ولی پھر کے دوجی بار
دکھ شوق مرے شعر کا شوقی حسن آوے

سرود عیش گاویں اگر وہ عشوہ ساز آوے
بجاویں طبل شادی کا اگر وہ دلنواز آوے
خمار ہجر نے جس کے دیا ہے دردسر مجکو
رکھوں نشہ نمن انکھیاں اگر وہ مست ناز آوے
جنون عشق میں مجکوں نہیں زنجیر کی حاجت
اگر میری خبر لینے کو وہ زلف دراز آوے
ولی اُس گوہر کان حیا کی کیا کہوں خوبی
مرے گھر اس طرح آتا ہے جوں سینے میں راز آوے

○

کیوں نہ آوے نشۂ غم سوں دماغ عاشقی
بادۂ حیرت سوں ہے لبریز ایاغ عاشقی
اشک خون آلود ہے سامان طغرائے نیاز
مُہر فرمان وفاداری ہے داغ عاشقی
آب سوں دریا کے ہرگز کام نہیں عشاق کو
گریۂ حیرت سوں ہے سرسبز باغ عاشقی
گر طلب ہے تجکوں راز خانۂ دل ہو عیاں
آہ کی آتش سوں روشن کر چراغ عاشقی
دردمنداں باغ میں ہرگز نہ جاویں اے ولی
گر نہ دیوے نالۂ بلبل سراغ عاشقی

مکتب میں جس کے ہاتھ ادا کی کتاب ہے
خوبی میں آج ہم سبق آفتاب ہے
ظاہر ہوا ہے مجھ پر ترے ناز سوں صنم
رنگیں بہار حسن بہار عتاب ہے
تیرے نین کے عصر میں بے دفتر ہے شراب
میخانہ تجھ نگاہ سوں دائم خراب ہے
دیوان میں ازل کے ملا جب سوں عشق و حسن
تب سوں نیاز و ناز میں باہم حساب ہے
پوشیدہ حال عشق رہے کیونکہ اے ولیؔ
غمازہ تار زلف خم و پیچ و تاب ہے

○

مفلسی سب بہار کھوتی ہے　　مرد کا اعتبار کھوتی ہے
کیونکہ حاصل ہو مجکو جمعیت　　زلف تیری قرار کھوتی ہے
اے ولیؔ آب اس کے چہرے کی
میرے دل کا غبار کھوتی ہے

○

ہم کو شفیع محشر وہ دیں پناہ بس ہے
شرمندگی ہماری عذر گناہ بس ہے

اسباب جنگ رکھنا درکار نہیں ہمن کو
دشمن کے مارنے کوں اک تیر آہ بس ہے

تجھ عشق کے جلے کو کیا کام چاندنی سوں
تجھ حسن کا تماشا اے رشک ماہ بس ہے

بے جا ہے بادشاہی ہر خوبرو کوں دینا
خوبی کے تخت اوپر اک بادشاہ بس ہے

غم نہیں اگر رقیباں آئے ہیں چل ولیؔ پر
اے دوست تجھ کرم کی مجکوں پناہ بس ہے

○

فرہنگ

قدیم الفاظ وحروف کا جدید املا اور معانی

اُپر : اوپر
اپس : اپنی - اپنا وغیرہ
اگن : آگ
اندھاری : اندھیری - تاریک
امس : ہمت - جرأت
امرت : آبِ حیات
انجھو : آنسو
اچھنا : ہونا - رہنا
بچن : بات - گفتگو
بسرنا : بھول جانا
باج : بغیر
بھیتر : اندر
بوجنا : بوجھنا - سمجھنا
برجا : درست
برہ : ہجر - فراق

پرت : پریت - محبت
توں : تو
تجھ : تیرا، تیری
تمن : تم
تمنا : تم
ٹک : ذرا - تھوڑا
ٹھار : جگہ
جگت : جگ - دنیا
جیو : جی
جیوں : جیسے - جس طرح
جن سنے : جس سے
جوشن : ڈھال - زرہ
جھانج : بے تابی - پریشانی
چندر : چاند
درپن : آئینہ

درس: دیدار
دِسنا: دکھائی دینا
رین: رات
سارہ: طرح
سوں: سے
سیں: سے
ستی: سے
سُرج: سورج
سجن:
سریجن: } محبوب
ساجن:
سمرن: تسبیح - وظیفہ
سناسی: سنیاسی- فقیر
صافی: صفائی
کوں: کو - کر
کئی: کوئی
کبھو: کبھی
کال: قحط- سیاہ سانپ
کشن: کرشن

کن: پاس
کاں: کہاں
کتابت: خط
لگ: تک
لالن: معشوق
لٹک: ادا
مدھ: شراب
منیں: مَیں
مختصر: مراد کتاب مختصر المعانی، تلخیص المفتاح قزوینی کی مختصر شرح از سعد الدین تفتازانی
مطالع الانوار: مطالع الانوار منطق اور حکمت کی مشہور درسی کتاب مصنفہ سراج الدین محمود الارموی۔ یہ حکمتِ اشراق میں ہے۔
مطوّل: سعد الدین تفتازانی کی شرح تلخیص المفتاح۔ معانی و بیان میں۔
نعش: رات
نمن: طرح
نمط: طرح

نیئں: نہیں
نیں: نے
نزک: نزدیک
وو: وہ
ہات: } ہاتھ
ھات: }

ہمن: ہم
ہمنا: ہم
ہور: اور
ہوئے: ہو
یو: یہ
یاں: یہاں

مطبوعات مکتبہ "میری لائبریری" - لاہور

ادب و تنقید

- اردو کا بہترین انشائی ادب مرتب ڈاکٹر وحید قریشی ۸/-
- غبار خاطر - ابو الکلام آزاد ۴/۵۰
- تذکرہ 〃 ۴/۵۰
- ادب کا تنقیدی مطالعہ ڈاکٹر سلام سندیلوی ۲/۷۵
- متاعِ ادب اظہر زیدی ۲/۲۵
- پنجابی ادب کی مختصر تاریخ، احمد حسین احمد قریشی ۱/-
- انتخابِ غالب مرتب سید اختر عباس نقوی -/۵۰
- کلیات غالب فارسی مرتب سید وزیر الحسن عابدی ۸/-
- لذتِ آوارگی اے ڈی اظہر ۳/-
- سرشار تحقیقی و تنقیدی مطالعہ - ڈاکٹر احرار نقوی
- دیوانِ آتش (تنقید و مقدمہ) وحید قریشی ۱/۷۵
- دیوانِ مصحفی مرتب فراق گورکھپوری، حسرت موہانی ۲/۵۰
- دیوانِ جرأت مرتب محمد حسن عسکری، حسرت موہانی ۲/۵۰
- دیوانِ ولی مرتب محمد خاں اشرف، حسرت موہانی ۲/۲۵
- تنقیدی مضامین، سید عابد علی عابد ۲/۵۰
- ارنسٹ ہیمنگوے، فلپ ینگ ۱/۷۵
- ولیم فاکنر، ولیم وان اکونر ۱/۷۵
- ولی، تنقیدی مطالعہ مرتب محمد خاں اشرف ۱/۷۵

ناول

- میدانِ عمل (مع مقدمہ) پریم چند ۵/۵۰
- فسانۂ مبتلا (〃) مولوی نذیر احمد ۲/۲۵
- میرے بھی صنم خانے، قرۃ العین حیدر ۵/۵۰
- ننگی دھرتی، مس آئی لن چانگ ۵/۵۰
- کرن کرن اندھیرا، آغا اشرف ۵/۵۰
- سلطانی محلوں کے راز، جمال پاشا الغزی ۳/۷۵
- روپ متی، سید فیاض حسین ۲/۵۰
- پتھر کا دیس، عادل رشید ۴/۵۰
- سہرے کے پھول، 〃 ۳/۵۰
- آہٹیں 〃 ۱/۷۵
- بری بات 〃 ۴/-
- افق سے افق تک آغا اشرف ۴/۵۰
- دل بھولتا نہیں جعفر علی سید ۲/۰۰

رپورتاژ

- دل دیا داغ لیا، آغا اشرف ۱/۷۵
- ڈوب ڈوب کر ابھری ناؤ سلمیٰ عنایت ۲/۵۰

افسانہ اور طویل مختصر افسانہ

- منزل منزل دل بھٹکے گا عنایت اللہ ۲/۵۰
- میرزا ادیب کے بہترین افسانے، مرتبہ پروفیسر عرش صدیقی ۲/۵۰

احمد ندیم قاسمی کے بہترین افسانے مرتب مظفر علی سید ۴/۵۰
۱۹۶۳ء کے منتخب افسانے مرتب ڈاکٹر اعجاز نقوی ۲/۵۰
۱۹۶۴ء 〃 〃 〃 ۳/-
چاند روشن نہیں ہے عبدالحمید نظامی ۳/-
تیسری عورت سید اکمل علیمی ۳/-
فاصلے سیدہ عذرا بخاری ۲/۵۰
خوشبو کے گھاؤ نویدا انجم ۵/۵۰

طنز و مزاح

حماقتیں شفیق الرحمٰن ۴/۵۰
مزید حماقتیں 〃 ۴/۷۵
لہریں 〃 ۲/۵۰
پرواز 〃 ۲/۵۰
سنگ و خشت کنہیا لال کپور ۲/-
شیشہ و تیشہ 〃 ۲/-
چنگ و رباب 〃 ۲/-
نوک نشتر 〃 ۲/-
بال و پر 〃 ۲/-
دلیل سحر 〃 ۲/-
تل پھل (پنجابی) 〃 ۱/۷۵
نیم گرم 〃 ۱/۷۵

گرد کارواں کنہیا لال کپور ۲/-
اندیشۂ شہر احمد جمال پاشا ۲/۵۰
شہرت کی خاطر نظیر صدیقی ۳/۵
راجہ صاحب شوکت تھانوی ۱/۷۵
اردو کا بہترین انشائی ادب (انتخاب) ۷/۵۰
صبح لطافت ملا رموزی ۳/-
گرما گرم لطیفے اشفاق احمد ۱/۵۰
ڈھول کا پول (کارٹون) شوکت محمود ۱/-

تاریخ و سوانح

ابوبکر صدیق اکبر محمد حسین ہیکل ۷/۵۰
عمر فاروق اعظم 〃 ۱۲/-
الحسین عمر ابو النصر ۲/-
الزہرا 〃 ۱/۲۵
امام زین العابدین عبدالعزیز سید الاہل ۱/۲۵
ابوذر غفاری عبدالحمید جودۃ السحار ۲/۷۵
خالد سیف اللہ ابو زید شلبی ۲/۷۵
عمر بن عبدالعزیز احمد زکی صفوت ۱/۲۵
دس بڑے مسلمان محمد اسماعیل پانی پتی ۵/۵۰
الہارون عمر ابو النصر ۲/۲۵
المامون شبلی نعمانی ۲/۵۰



☆ **محمد ولی اللہ ولی ۱۰۵٦ — ۱۱۱۹ھ**
گجرات (جنوبی ہند) میں پیدا ہوئے۔ اُن کے وطن اور تاریخ وفات کے بارہ میں محققین میں بہت اختلاف رہا ہے ان میں سے کچھ ان کا وطن حیدرآباد (دکن) قرار دیتے ہیں، درویشانہ زندگی بسر کی اور تصوف کا مسلک اپنائے رکھا۔ سورت، حیدرآباد اور دلی کے سفر بھی کئے، عرصہ تک انہیں اردو شاعری کا باوا آدم سمجھا جاتا رہا۔

یادگار تصنیف: کلیات ولی۔



☆ حسرت موہانی، ۱۸۷۸ء تا ۱۹۵۱ء
سید فضل الحسن حسرت، موہان ضلع اناؤ میں پیدا ہوئے ۱۹۰۳ء میں ایم اے، او کالج علی گڑھ سے بی۔ اے کیا، ساری عمر پڑھنے، لکھنے اور عملی سیاست میں حصہ لیتے گزری۔

تصانیف و تداوین: انتخاب سخن، نکات سخن، کلیات حسرت۔



☆ **مرتب: محمد خاں اشرف**

۸ نومبر ۱۹۳۱ء گڑھ شنکر (ہوشیار پور) میں پیدا ہوئے، گورنمنٹ کالج، شیخوپورہ (بی۔ اے) پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور سے اردو میں ایم۔ اے (۱۹٦۳ء) کیا۔ کچھ عرصہ گورونانک میونسپل کالج ننکانہ میں لیکچرار رہے، ۱۹٦۷ء میں بری فوج میں کمیشن پایا۔

تصانیف: ”لباس کا مسئلہ اور ٹیڈی ازم“ اور ”ولی، تحقیق و